انت خیر الوارثین

چن کے لایا ہوں چمن سے عشق کے خوشرنگ پھول
وارثِ کون و مکاں یہ نذر ہو جائے قبول

(تیسرا دیوان)

ریاضِ اکبر نوریتم

معہ

کیفیتِ چمنِ وارث

مصنفہ
عطارِ ثانی صوفی محمد اکبر خان صاحب اکبر وارثی قادری چشتی میرٹھی

(حسب فرمائش)
ملک دین محمد تاجر کتب لاہور
کشمیری بازار

(بقلم محمد حسین)

رَبِّ یَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ وَتَمِّمْ بِالْخَیْرِ

یَا فَتَّاحُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ھُوَالْوَارِث

کعبے میں بتکدے میں روشن ہے نور تیرا
یاں بھی ظہور تیرا واں بھی ظہور تیرا

کوئی نہیں ہے خالی ہے یہ وہ ذکرِ عالی
پڑھتے ہیں سب وظیفہ وحش و طیور تیرا

گم کر دیا ہے خود کو یا رب طلب میں تیری
اُٹھوں گا نام لیتا روزِ نشور تیرا

بیجا ہیں گرچہ عصیاں اسباب پر ہوں نازاں
سنتا ہوں نام یا رب ربّ غفور تیرا

فانوس چشم مردم قندیل خوشنما ہیں
آنکھوں کی پتلیوں میں روشن ہے نور تیرا

بندہ کو کب ہے شایاں شان کبریائی
زیبا ہے بس تجھی کو پیارے غرور تیرا

مظہر ہے ذرہ ذرہ خورشید احدیت کا
غافل جو تو نہ دیکھے یہ ہے قصور تیرا

تو مہر ہے میں ذرّہ تو بحر ہے میں قطرہ
تجھ سے ظہور میرا مجھ سے ظہور تیرا

شانِ جمال وارث جلوہ دکھا رہی ہے
دیوہ شریف اکبر ہے کوہ طور تیرا

کُن سے پہلے ہستئ عالم کا یہ نقشہ نہ تھا
ایک اُس کے نور سے معمور وحدت خانہ تھا

شمع کی صورت ہوا روشن جو فانوسِ خیال
دل میں تیری لو لگی تھی دل ترا پروانہ تھا

ایسی ہمت کس میں تھی لیتا ترے لینے کا نام
قیمتِ کونین ادنےٰ ناز کا بیعانہ تھا

رات اُس ساقی کو دیکھا ہے عجب انداز سے
مے کی مینا تھی بغل میں ہاتھ میں پیمانہ تھا

چشم بینا کیلئے ہر شے میں ہے وہ جلوہ گر
لن ترانی تو فقط انداز معشوقانہ تھا

صورتِ ظاہر مٹا کر کی جو باطن پر نظر
سر سے پاؤں تک جمالِ جلوۂ جانانہ تھا

کیوں نہ ہو عشقِ مجازی سے حقیقی کو فروغ
بن گیا کعبہ وہاں پہلے جہاں بتخانہ تھا

سُن کے حکم فِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ مَا تُوْعَدُوْنَ
دستِ استغنا میں اپنے رزق کا پیمانہ تھا

عشق کی منزل میں اکبر سوچ کر رکھنا قدم
عشقبازوں کا سرِ عرش پر کاشانہ تھا

گل میں تو تجھ میں نمو تھا مجھے معلوم نہ تھا
ہر طرف باغ میں تو تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہو الاول ہو الآخر ہے نفس سے ثابت
دل مرا خانۂ ہو تھا مجھے معلوم نہ تھا

میں بھی پی لیتا جو ہوتا کوئی تقدیر کا جام
دستِ ساقی میں سبو تھا مجھے معلوم نہ تھا

کر گیا سینکڑوں کو شکل دکھا کر بیتاب
کون یہ آئنہ رو تھا مجھے معلوم نہ تھا

سینکڑوں ذبح کئے سینکڑوں کو جان بخشی
کون یہ عربدہ جو تھا مجھے معلوم نہ تھا

میری صورت کو بنا کر مجھے دیکھا تو نے
میرے آئینہ میں تو تھا مجھے معلوم نہ تھا

زاہدا جانے دے خیراب تو اسی میں پی لے
بے ترا ظرفِ وضو تھا مجھے معلوم نہ تھا

کون ہوں کیا ہوں میں کچھ میری حقیقت کو نہ پوچھ
جلوۂ وادیٔ ہو تھا مجھے معلوم نہ تھا

جس کی رنگت پہ پسے سینکڑوں کی دل اکبر
وہ حنا تھی کہ لہو تھا مجھے معلوم نہ تھا

یار پردہ میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
پردہ آنکھوں پہ پڑا تھا مجھے معلوم نہ تھا

تجھ سے اقرار کئے کچھ نہ کیا دنیا میں
کیا کہوں بھول گیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کسی صورت سے منا لیتا خوشامد کرتا
یار تو مجھ سے خفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ہر جگہ تھا وہ خدا دیکھا جو نیچے اوپر
ایک نقطہ میں جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

جان کر اہلِ وفا کی تھی محبت تجھ سے
بانیٔ جور و جفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

احد احمد کا معمّا نہ کھلا ہے نہ کھلے
پردۂ میم میں کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

خوب لی میری خبر خوب مرے گھر آیا
خوب یہ وعدہ کیا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کعبہ و دیر میں کچھ دیکھ لیا آنکھوں سے
ذکر ہی میں نے سنا تھا مجھے معلوم نہ تھا

دیکھنا چاہئے تھا دیدۂ دل سے اکبر
میری صورت میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

کیا شیخ کیا برہمن لیتے ہیں نام تیرا
گر یہ ہے رام تیرا وہ ہے غلام تیرا

جپتا ہوں نام نامی خیر الانام تیرا
رستے پہ گمرہوں کو لاتا ہے کام تیرا

نیچے قدم کے آ کر ہوتا ہے موم پتھر
تھا پاس نازیانہ تک نازک خرام تیرا

جنت ہے تیرا کوچہ طوبےٰ ہے نخلِ طیبہ
جبریل تیرا خادم رضوان غلام تیرا

آنکھوں میں شوق تیرا لذت زباں پہ تیری
دل میں خیال تیرا لب پر ہے نام تیرا

ہے تجھ سے کون خالی دیر و حرم کے والی
یاں بھی مقام تیرا واں بھی مقام تیرا

عرشِ بریں کی خلوت درگاہِ خاص تیری
فرشِ زمیں کی وسعت دربارِ عام تیرا

لے لیکے فیض تجھ سے دیتا دعا ہوں تجھ کو
پی پی کے جام تیرا لیتا ہوں نام تیرا

سن سن کے سن ہوں صوفی پڑھ پڑھ کے خوش ہوں قدسی
مقبولِ دو جہاں ہوا اکبر کلام تیرا

وہ دو جہاں کے حسینوں میں انتخاب رہا
کہ رشکِ حسن سے جلتا ہی آفتاب رہا

دکھا دکھا کے ادائیں اٹھا اٹھا کے نقاب
ہلا ہلا کے زمیں کو ترا شباب رہا

وہ لاجواب ہیں مگر میرے خط کا
جواب دے نہ سکے میں بھی لاجواب رہا

سیاہ بختی کے بل بعد مرگ بھی نہ گئے
غبار حسرت عاشق ہوں دشت گردش ہیں
نہ جائیگی پس مردن بھی بد کی عادت بد
نترگا میں اُسے بھی زباں سے چاٹ گیا
یہ کیا کہا کہ کبھی کی نہیں میری تعریف
ہیں ایکبوسہ کے ہمپر تو سینکڑوں احسان
کئیے ہی جاؤنگا میں آپ بھی دیئے جاوین
ہمیں تو نزع میں مدفن میں حشر میں بھی یاد
میں خال مصحف عارض کے چن کے لوں بوسے

کسی کے کاکل پیچاں کا پیچ و تاب رہا
بگولا وار پھرا خانماں خراب رہا
کہ رسّی جل گئی انداز پیچ و تاب رہا
جو کوئی قطرہ نہ ساغر شراب رہا
تو رشک ماہ رہا رشک آفتاب رہا
تمھیں جو دیدیا دل اُسکا کیا حساب رہا
مرا سوال رہا آپ کا جواب رہا
تری ادا ترا غمزہ ترا شباب رہا
تری کتاب رہی میرا انتخاب رہا

خدا ہی بخشے اس اکبر خدا کے بندے نے
کبھی نہ یاد خدا کی سدا خراب رہا

حسینوں میں وہ گل سب سے جدا ہے اپنی رنگت کا
قیامت اک نمونہ ہے ترے انداز قامت کا
نگاہیں گرم ہیں خنجر بکف ہیں اور یہ کہتے ہیں
اُنھوں نے جان دی اور تو نے مٹی بھی دی اُن کو
پس مردن تو مجھکو قبر میں راحت سے سونے دو
کہیں کا بھی نہ رکھا یار کب کے لئے بدلے
ملا آنکھے تو پوچھونگا کہ اے آئینہ رو ہم سے
وفائیں یاد کرکے وہ بہا جاتے ہیں رو رو آنسو
ہرے کپڑے پہنکر پھر نہ جانا یار گلشن میں
ڈبو کر چاہ غم میں کہگیا وہ یوسف ثانی

ادا کا ناز کا عشوہ کا شوخی کا شرارت کا
قدم کو چومتا پھرتا ہے ہر فتنہ قیامت کا
وہ آئے سامنے ارمان ہو جسکو شہادت کا
دیا کیا خوں بہا ظالم شہیدان محبت کا
تمھاری ٹھوکروں سے اُڑتا ہی خاکہ قیامت کا
ملا کر خاک میں باقی نشاں چھوڑا نہ تربت کا
یہ بے پروائیاں کیوں ہیں سبب کیا ہے کدورت کا
رہیگا حشر تک سرسبز سبزہ میری تربت کا
گلوئے شاخ گل سے خون ٹپکیگا شہادت کا
بڑھی ہوتی ہے چاہت پھر نہ لینا نام چاہت کا

کہا اُسنے کہ اکبر کسکے عاشق ہو کہا ہیں نے
تمہاری پیاری عادت کا تمہاری بھولی صورت کا

ولادت کی نوبت کہیں ہے کوس رحلت کا
خراب آباد عالم ہے تماشا چشم عبرت کا

میں اُنکے منہ کو تکتا رہگیا تو ہنس کے فرمایا
ارے دیوانے تو انساں ہے یا آئینہ حیرت کا

حلال ابرو سے کر کے چلدیئے کیا قہر ہے یارب
تڑپنا بھی نہ دیکھا کشتۂ تیغ محبت کا

نہ سو جاؤنگا جبتک ہیں عدم میں یہ نہ جائیگا
خیال آتا ہے ضد سے طالع خفتہ کو خفت کا

نہیں مہتاب اک مشعل ہے ادنے تیری محفل کی
نہیں خورشید اک قندیل ہے روشن تیری چھت کا

نہ دنیا میں نہ عقبے میں نہ جنت میں کوئی دیکھا
ترے انداز کا تیری ادا کا تیری صورت کا

ہجوم بیکسی ہمراہ ہے اور آہ ہے لب پر
یہ پتلا حشر میں نکلا ہے کسکی خاک حسرت کا

بڑا مرشد ہے تو دشمن نہ دے ہاتھوں میں ہاتھ اُسکے
یہی تو ہے طریقہ او بت بے پیر بیعت کا

نلائیں روپ مجھسے اپنے دیوانوں کو سمجھادے
میں اکدن پھیر دونگا اُنکے سر پر ہاتھ شفقت کا

وہ رشک ماہتاب آتا نہیں دلپر اندھیرا ہے
چمکتا کیوں نہیں یارب ستارہ میری قسمت کا

ہیں عشق آباد دلمیں کشتگان حسن کے خیمے
کہیں تربت ہے ارماں کی کہیں مدفن ہے حسرت کا

بنایا ہے خدا نے ان حسین کو دست قدرت سے
حسینوں میں نہیں معشوق کوئی اسکی صورت کا

بڑا دربار ہوگا خود بھی وہ تشریف لائیں گے
اجل کے ہاتھ میں پیغام ہی محشر کی دعوت کا

تڑپ جائے جو بجلی دیکھ لے تیری تجلے کو
ترے جلوہ سے منہ پھر جائے خورشید قیامت کا

نہ کیونکر ہفت اقلیم سخن پر تیرا قبضہ ہو
کہ اکبر شاہ ہے تو اکبر آباد فصاحت کا

سکندر اب کہاں آئینہ خانہ بزم امکاں کا
اندھیری گور میں کر یاد چشمہ آب حیواں کا

سر مدفن یہ کہتا ہاتھ ملکر ہائے جاناں کا
مرے عاشق کیا آباد کیوں گوشہ بیاباں کا

بھلوں کا کام ہی سب سے بھلائی کرتے رہتے ہیں
برا اچھا ہے جو انساں کا برا ہو ایسے انساں کا

ہمارے دل کے ویرانہ میں مٹی ہو گئے ارمان
فقیروں کی کٹی میں ڈھیر ہے خاک بیابان کا

ہزاروں عیب اپنے دلمیں رکھکر بھول جاتے ہیں
بنایا ہے خدا کے گھر میں ہمنے طاق نسیاں کا

مثل سچ ہے ہنر سے آدمی ہے بے ہنر حیواں
ہنرمندو ہنر سیکھو ہنر زیور ہے انساں کا

نہ لونگا نام قاتل حشر میں اتنا تو کہہ دونگا
کہ ہے اک نازنین نازک بدن رنگین ادا بانکا

اسے جلاد سے لیکے آنکھوں سے لگاتے تھے
ہمیں تھا محضر خوں پر گماں قاتل کے داماں کا

نہ آئی نیند مدفن میں بھی آکر ہائے بیتابی
فسانہ کہہ رہی ہی شمع رو کر بزم جاناں کا

بہت سچا کسی کا قول ہے خدمت سے عظمت ہے
بنا مخدوم انکا بنکے خادم انکے درباں کا

ہوئی ہیں خاک کسکی حسرتیں صحرا عجب ہیں
جہاں دیکھوں ہوں تو وہ ہے اک ریگ بیاباں کا

پتہ کیا چاہیئے اے نامہ بر یہ نام ہیں اُن کے
جفا پرور ستمگر شوخ چنچل چلبلا بانکا

لگانے سے بھی نکلا اُن کے در سے اسطرح اکبر
کبھی بیٹھا کبھی اُٹھا کبھی تاکا کبھی جھانکا

سمائے کیوں انسانکی نظر میں حسن انسان کا
کہ ہے اس خاک کے پتلے میں مظہر ذات سبحان کا

ملا کرتا ہے بوسہ سبزۂ رخسار جاناں کا
پھلے پھولے الٰہی بیل بوٹا اس گلستاں کا

میں اٹھ جاؤنگا محفل سے تری خود داوری پیکر
رواں ہو فرش مخمل کا دھواں ہو شمع سوزاں کا

تمہارا نام ہوتا ہے ہمارا کام ہوتا ہے
اُٹھاؤ سر کو تن سے سر پہ رکھو بوجھ احساں کا

نہیں ملتا کہیں تو گوشہ گوشہ ڈھونڈھ آیا ہوں
چمن کا کوہ کا دریا کا بستی کا بیاباں کا

ہوائے سبزۂ رخسار نے کیا جان ڈالی ہے
اُڑا جاتا ہے طوطی بچے ہر پتہ گلستاں کا

پریشاں کر کے اکدن خاک میں ہمکو ملائیگا
بکھرنا زلف پیچاں کا نکھرنا حسن جاناں کا

میں وہ ننگ دو عالم تھا کہ میرا دم نکلتے ہی
کنارا کر گئے احباب پردا گور نے ڈھانکا

میری میت پہ بھی لایا عدو کو ساتھ اپنے
جلانا کب روا ہے او بت کافر مسلماں کا

تمہارے سوختہ سامانکی آہوں سے نکلتا ہے
دھواں حسرت کا لپٹن آرزو کی شعلہ ارماں کا

کیا کرتے ہیں خاطر اپنے گھر آئے مسافر کی
ابابیلوں نے اُن کے مقبروں میں جھاڑ لٹکائے
مرادل پاؤں سے ملکر کفِ افسوس ملتے ہیں
ہے وقت نزع اِس دم تو نظر کے سامنے بیٹھو
کئے ایجاد کیا کیا نسخۂ جاں بخش حکمت سے

ستانا کب روا ہے اے فشارِ گور مہماں کا
دُھواں اُٹھتا نہ تھا جنکے ادب سے شمع سوزاں کا
نہ اُڑ جائے کہیں رنگِ حنا ہیہات جاناں کا
ہمارا دم نکلتا ہے تمہیں دھوکا ہے ارماں کا
مگر پھر بھی گیا منہ میں اجل کے لقمہ لقماں کا

عجب ذوقِ سخن ہے شاعرِ نیر کیوں نہ غالب ہو
کرے گی روحِ فیضی ترجمہ اکبرؔ کے دیواں کا

غضب ہے تیرا اک نظر دیکھ لینا
سنبھالو تو تم اپنی تیغِ ادا کو
میرا کُشتہ ہونا تیری چشم پوشی
یہی سرکشی ہے اگر تیری ظالم
جُدائی میں لب خشک ہیں چشم تر ہیں
میں چھُٹ جاؤنگا بازپرسِ عمل سے
بٹھائینگے آنکھوں میں دلمیں تجھے ہم
ہے یہ طور آنکھوں کا فرقت میں تیری
جلا کر تو اے شمع اک دل جلے کو
ہے باریک تارِ نظر سے زیادہ
زمیں پر پٹک دیگی اے چرخ تجھ کو

قیامت نہ ہو فتنہ گر دیکھ لینا
مری جاں دہی کے ہنر دیکھ لینا
جلانا میرا اک نظر دیکھ لینا
کٹا دیں گے ہم اپنا سر دیکھ لینا
اِدھر بھی شہ بحر و بر دیکھ لینا
عنایت سے تم اک نظر دیکھ لینا
پسند آئے جو تجھ کو گھر دیکھ لینا
اِدھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا
جلے گی سدا تا سحر دیکھ لینا
دکھائی نہ دیگی کمر دیکھ لینا
یہ آہِ سریع الاثر دیکھ لینا

نہ پوچھ پتہ اکبرِ غمزدہ کا
کہیں ہوگا تھامے جگر دیکھ لینا

گذر ہے جانبِ گلشن کسی کا
ہُوا ہے چاک پیراہن کسی کا

سبک کر سخت جانی تن کسی کا
ارادہ ہے پئے کشتن کسی کا

میرے فانوس دل میں جلوہ گر ہے
چراغ عارض روشن کسی کا

صف مژگاں کھڑی ہے لیس ہوکر
گرے گی خون یہ پلٹن کسی کا

قطعہ

بہت کی جستجو دیر و حرم میں
نہیں پایا کہیں مسکن کسی کا

نہ مسجد میں زیارت کی کسی کی
نہ مندر میں ہوا درشن کسی کا

جہنم میں پڑے گلزار جنت
ترے کوچہ میں ہو مسکن کسی کا

عدو اچھا ہے ہاں میں ہی برا ہوں
مگر ہے چاک کیوں دامن کسی کا

خموشی سے ہیں گویا بت سراسر
سنیں گے خاک وہ شیون کسی کا

یہ کہتی ہے تمنا ٹھوکروں کی
ترے کوچہ میں ہو مدفن کسی کا

یہ شان بے نیازی کہہ رہی ہے
ہمیں شایاں نہیں شیون کسی کا

جو میری زندگی چاہو عزیزو
سنگھا دو لا کے پیراہن کسی کا

اگر قرآن کا جامہ بھی پہنو
یقیں لائے نہ وہ بدظن کسی کا

چلو اکبر وہیں چل کر رہیں گے
کہ رشک خلد ہے آنگن کسی کا

یہ احسان ہے دم کشتن کسی کا
کہ خنجر ہے سر گردن کسی کا

نہ تڑپے ہم دم کشتن یہ ڈر تھا
نہ تر ہو خون سے دامن کسی کا

قدم لے اٹھ کے پھر لے خاک حسرت
گذر ہے پھر سر مدفن کسی کا

پئے گلگشت آئیں حور طلعت
کہ داغوں سے ہی ہے گلشن کسی کا

تمہاری چال نے محشر کو دی چال
نہ ٹھکرایا مگر مدفن کسی کا

لگائے قہقہے محفل میں کوئی
ہو غم سے چاک پیراہن کسی کا

مزا ہو وہ کہیں چل دور او رہیں
دبا لوں ہاتھ میں دامن کسی کا

ہے جب خود پردہ در وہ حسن غمّاز — تجھے پردہ ہے کیا چلمن کسی کا

بچانا چشم افسوں گر سے یارب — نہ چھینے دل یہ بنگالن کسی کا

یہیں مل لو جو ملنا ہے عزیزو — نہیں کوئی پس مردن کسی کا

مجھے بھی بزم جاناں میں جگہ دو — نہیں ہوں دوست و دشمن کسی کا

دماغ اُڑتا ہے بوئے مشک چیں سے — سنگھا دو گیسوئے پرفن کسی کا

لگانا ٹھوکریں دو چار اُن کو — کسی رستے میں ہو مدفن کسی کا

چھپائے اکبر عاصی کے سب عیب
بڑا ہے کس قدر دامن کسی کا

بطرح دل ٹوٹتا ہے عاشق دلگیر کا — آج تو پردہ اُٹھا دو روئے پرتنویر کا

دیکھ لے گر اک کرشمہ حسن عالمگیر کا — واعظ و مرشد ہو چیلا اُس بت بے پیر کا

اچھی صحبت سے نتیجہ دیکھ لو تاثیر کا — صاحبان کہف میں رتبہ ہے کیا قطمیر کا

ڈر ہے مقتل میں تڑپنا دیکھ کر نخچیر کا — ٹوٹ جائے دم نہ اے قاتل تری شمشیر کا

جب خیال آتا تھا تیرے روئے پرتنویر کا — چوم لیتا تھا میں اُٹھ کر منہ تری تصویر کا

ذبح کرتے ہی جو تم دامن چھٹک کر چل دیے — خون اڑ اڑ کر لپٹتا تھا کہیں نخچیر کا

دیکھ صحبت کا اثر کیا قابل تسلیم ہے — سُرخ ہو جاتا ہے منہ آتش میں آتش گیر کا

واپس آ جاتی ہی جا جا کر جو تا قصر جلال — بے نیازی سی ہی ساز اُس آہ کی تاثیر کا

میری آہ سرد کے جھونکوں میں آ بیٹھو صنم — لطف آ جائیگا تم کو خطۂ کشمیر کا

کرکے مدہوش شراب وصل کر زلفوں میں قید — دے ابھی بوسہ بتا یا قاعدہ تعزیر کا

یہ دکھا دے گلشن فردوس ہے کتنا وسیع — یاد و رخ تو ہے اک عنصر مری تعمیر کا

میری چشم شوق بوسہ لیتی لیتی رہ گئی — تا کہ پھیکا ہو نہ گل بوٹا تری تصویر کا

قطعہ

کیا کروں زیب قلم اس سخت جانی کے مزے — عزم کشتن ہو جو مجھ پر اُس بت بے پیر کا

پر اُڑ رسم ٹوٹجاے منہ پھر مِٹ جائے خط
تیر کا شمشیر کا تقدیر کا تدبیر کا

ہائے اکبر سے یہ نفرت رکھ لئے گالوں پہ ہاتھ
مسجدوں میں شور جب ہونے لگا تکبیر کا

کرلیجے وعدہ آج تو بوس وکنار کا
دل توڑتے ہو کیوں کسی امّیدوار کا

ٹھیرا ہے فیصلہ یہ مرے جسمِ زار کا
جاں نازِ یار کی ہے دل انداز یار کا

کیا پوچھتے ہو کیسے گذاری شبِ فراق
منہ تک رہی تھی آنکھہ ترے انتظار کا

ملنے کے واسطے ہی یہاں کی ہر اک نمود
اڑتا ہے رنگ ہستی کے نقش و نگار کا

جس گل سے تھی امید چڑھائیگا لاکے پھول
گل کر گیا چراغ وہ میرے مزار کا

اے دوستو معاف ہو میرا کہا سُنا
ہے آج عزمِ قتل گہِ کوئے یار کا

آکر نظر وہ مصحفِ رخ ہوگیا نہاں
حافظ خدا ہے اب میرے صبر و قرار کا

بلبل نے گل اٹھاکے گلے سے لگا لیا
اے گل گرا تھا پھول جو اک تیرے ہار کا

خود آئیے کہ رشک کو ہرگز یقیں نہیں
قاصد کا نامہ جات کا کارڈ کا تار کا

دامن سے کیوں جھٹکتا ہے اے شہسوارِ حسن
حسرت بھرا غبار ہے میرے مزار کا

دادو ستد کی رسم ہے دو پھول دو ہمیں
ہمنے کیا خطاب تمہیں گلعذار کا

کیا کیا حسین صورتیں مٹی میں ملگئیں
باقی رہا نشاں نہ کسی نامدار کا

اکبر خدا کے سامنے یونہی چلے چلو۔
فریاد لب پہ ہاتھہ میں دامن ہو یار کا

اکبر ہو پھر غزل سرِ بزمِ مشاعرہ
مجمع ہے شاعرانِ فصاحت شعار کا

پوچھا کہ حال کیا ہے دلِ بیقرار کا
ہمنے کہا کہ شکر ہے پروردگار کا

آتے ہی بولے وقت ہے بوس و کنار کا
منہ چوم لوں ہیں ایسے محبت شعار کا

کیا پوچھتے ہو حال دلِ سوگوار کا
پُتلا بنا ہے حسرتِ دیدار یار کا

وہ گل نہیں چمن میں تو بس خار خار ہے
طوطی کی نغمہ سنجی ترانہ ہزار کا

اک حور وش کی برق تجلا جلا گئی
دنیا میں ہی عذاب ہوا ختم نار کا

اے گور تو ہی ڈھانک لے پردہ غریب ہوں
پرساں نہیں ہے کوئی مرے حالِ زار کا

ہے دل میں داغ و غنچہ میں حسنِ ازل کا رنگ
گلشن میں پھول پھول میں جلوہ ہے یار کا

ڈرتا تھا دیکھ دیکھ کے اُن کو شبِ وصال
تھا طول کاکلوں میں شبِ انتظار کا

اچھا نہیں غبار دعا پڑھتے جائیے
مدفن ہے راستے میں کسی خاکسار کا

نیکی بدی کی طرح جو بوسوں کو گنتے ہو
یہ رات وصل کی ہے کہ ہے دن شمار کا

دیکھا اُنھیں تو نالہ یہ کہکر نکل گیا
ارمان تھا میں ہائے کسی بیقرار کا

مہماں ہوں صبح و شام کا کیا پوچھتے ہو حال
بیکس کا بے وطن کا غریب الدیار کا

مینا بھی ہے چمن بھی ہے وہ گلبدن بھی ہے
ساقی شراب دے کہ ہے موسم بہار کا

ق

اک شہر خاموشاں کی طرف حسبِ اتفاق
گذرا سمندِ ناز جو اس شہسوار کا

آتی تھی آہ آہ کی آوازِ دردناک
پوچھا کہ یہ مزار ہے کس دلفگار کا

کرتی ہیں چیخ چیخ کے فریاد حسرتیں
ہے شور ہائے ہائے کسی بے قرار کا

حسرت نے دی صدا ارے غافل کہاں ہے تو
یہ ہی تو ہے مزار ترے جاں نثار کا

سنکر کیا یہ ایسے بھی اندوہ نے ہجوم
ہنگامہ نالہ کش تھا ہر اک سو ہزار کا

بسمل کہیں ہیں حسرتیں ارمان خونچکاں
فریاد خاک کی کہیں غوغا غبار کا

تھی آرزوئے خوں شدہ اک سمت نوحہ کش
تھا شور ایک سو یہ تمنائے زار کا

اے کشتگانِ تیغِ محبت پڑھو دُعا
ہے آج عرس اکبرِ سینہ فگار کا

مجھے سودا نباہِ بیوفا کا کیوں نہیں ہوتا
جو لکھا تھا مقدر میں وہ پورا کیوں نہیں ہوتا

میں کرتا ہوں سوالِ وصل پورا کیوں نہیں ہوتا
تمہیں کرنا پڑیگا تم سے ہوگا کیوں نہیں ہوتا

تلافی ہر مرض کی میرے عیسیٰ کیوں نہیں ہوتی
الٰہی یہ حسین وعدے سچے کیوں نہیں ہوتے
جو ممکن ہے تو میری آرزو پوری کیوں نہیں ہوتی
ہمیشہ درسگاہِ عشق میں تعلیم پائی ہے
قبا تن سے اتار دو اب میرے سینہ سے آ لپٹو
ہمارے پاس تک آتے انہیں انکو شرم آتی ہے
وہاں یہ ہٹ کہ ہم ایفا کرینگے حشر میں وعدہ

ہوا کرتا ہے ہر غم کا مداوا کیوں نہیں ہوتا
یہ کیا پتھر پڑے ایسوں نے ایسا کیوں نہیں ہوتا
ذرا سی بات کا اقرار اچھا کیوں نہیں ہوتا
میری جاگیر میں دامان صحرا کیوں نہیں ہوتا
جب ایسا منتے ممکن ہی تو ایسا کیوں نہیں ہوتا
ہمیں سے ہی عدو کا اُن کا پردہ کیوں نہیں ہوتا
یہاں تو ضد ابھی ارمان پورا کیوں نہیں ہوتا

تجھے اکبر نے تنہائی میں کیا کیا کچھ نہ سمجھایا
ارے جھوٹے خدائی کے تو سچا کیوں نہیں ہوتا

نزع کے وقت تو جو آ نکلا
چاہِ غم میں ڈبوئے لاکھوں
وصل کی شب لپٹ کے فرمایا
شام کیوقت اُسکے کوچہ سے
آتے جاتے ہیں جیسے اور احباب
آسماں بن گئی مکاں کی زمین
تجھسے امید تھی وفا کی مجھے

جان کے ساتھ مدعا نکلا
تو کسی کا نہ آشنا نکلا
اب تو ارمان آپ کا نکلا
آسماں خون تھوکتا نکلا
میں بھی تیری گلی میں آ نکلا
چاند تو کس طرف سے آ نکلا
تو نہایت ہی بے وفا نکلا

جہاں سجدہ کیا تھا اکبر نے
واں ترا نقش کفش پا نکلا

گئے دو نو جہان نظر سے گذر تیری شان کا کوئی بشر نہ ملا
تیری ہر جگہ دیکھی نرالی پھبن ترا بھید کسی کو مگر نہ ملا
تیرا چرچا جہاں کی زبانو نمیں ہے تیرا شور زمانے کے کانوں میں ہے

مگر آنکھوں سے دیکھا تو پردہ نشیں کہیں تو نہ ملا تیرا گھر نہ ملا
کوئی جلوہ پہ غش میں گرا کوئی سدرہ پہ چلنے سے عاری ہوا
گئی عقل رسا تو خبر ملی اُڑا طائر فکر تو پر نہ ملا
میرے ملنے سی ہوتا ہے چین بجبیں ترے ملنے نہ ملنے کا شکوہ نہیں
جو گلا ہے تو ہے یہی حق سے گلا مجھے تیرا سا ہائے جگر نہ ملا
کوئی ملنے کا تیرے نشان بھی ہے کہیں رہنے کا تیرے مکان بھی ہے
تجھے دیکھا اِدھر تو اِدھر نہ ملا تجھے ڈھونڈا اُدھر تو اُدھر نہ ملا
کہیں دست سوال دراز نہیں کبھی اور پہ یُوں مجھے ناز نہیں
کوئی تجھ سا غریب نواز نہیں ترے در کے سوا کوئی در نہ ملا
میں خدا جانے کس پہ ہوا ہوں فدا مرے ہوش و حواس نہیں ہیں بجا
پڑے ہٹ تو پری مرے پاس نہ آ چل حور تو مجھ سے نظر نہ ملا
میں ہمیشہ اسیر الم ہی رہا میرے دلمیں سدا تیرا غم ہی رہا
میرا نخل امید قلم ہی رہا میرے رونے کا کوئی ثمر نہ ملا

اسی فکر میں گذرے ہیں دن اکبر اسی غم میں گنے تارے شب بھر
کیا جس نے اشارے سے ٹکڑے قمر کبھی ہم سے وہ رشک قمر نہ ملا

تم ایسے آنکھوں میں بس رہے ہو کہ یار ہر جا تمہیں کو دیکھا
یہاں بھی دیکھا وہاں بھی دیکھا جہاں بھی دیکھا تمہیں کو دیکھا
خدا کہوں تو خدا نہیں ہو جدا کہوں تو جدا نہیں ہو۔
کیا ہے آدم نے جس کو سجدہ حضور ایسا تمہیں کو دیکھا
دلوں میں سب کے مقام کرتے سوئے محمدؐ سلام کرتے
کلیم سے کچھ کلام کرتے کمال والا تمہیں کو دیکھا

جہاں کو رنگین چمن بنا کر چمن کو اپنا وطن بنا کر
وطن میں سو طرح بن بنا کر نیا تماشا تمہیں کو دیکھا
رہے بہت آپ کو چھپائے ہزار شکلوں میں بھیس بدلے
مگر ہماری نگاہ دیکھو کہ سب کو چھوڑا تمہیں کو دیکھا
ہزار صورت کے رنج و غم تھے جو تم بظاہر نہیں تھے ہم تھے
ہمیں نے جب آپ کو مٹایا تو پھر سراپا تمہیں کو دیکھا

تمہاری اکبر کو آرزو تھی تمہاری اکبر کو جستجو تھی
تمہیں میں آیا تمہیں کو پایا تمہیں کو ڈھونڈا تمہیں کو دیکھا

جب عرب کے چمن میں وہ نورِ خدا ہر طرف جلوہ اپنا دکھانے لگا
کفر غارت ہوا بت گرے ٹوٹ کر منہ پہاڑوں میں شیطاں چھپانے لگا
کیا بشر کیا ملک کیا زمیں کیا فلک عرش سے فرش تک شرق سے غرب تک
دیکھ کر نورِ حق ہر کوئی یک بیک آمد آمد کا مژدہ سنانے لگا
بدلیاں رحمتوں کی گرجنے لگیں نوبتیں شادمانی کی بجنے لگیں
دین کی فوجیں ہر سمت سجنے لگیں پرچم اسلام کا جگمگانے لگا
ہر طرف نورِ ایزد ہویدا ہوا جس نے دیکھا وہی دل سے شیدا ہوا
جب عرب میں وہ محبوب پیدا ہوا سب کو جتنے حسیں تھے گھٹانے لگا
پھر تو بحرِ شریعت میں موجیں اٹھیں چار جانب نبوت کی فوجیں بڑھیں
صاف اللہ سے باتیں ہونے لگیں پاس روح الامیں آنے جانے لگا
کنگرے قصرِ کسریٰ کے گرنے لگے ڈوبتے کلمہ پڑھ پڑھ کے ترنے لگے
آگ آتشکدوں کی بجھانے لگا اور سماوا میں پانی بہانے لگا
ساتھ ابوبکرؓ عثمانؓ عمرؓ اور علیؓ پنجتن پاک پونچے گلی در گلی

دل میں یہ مدّعا اے خدا کھلی منہ سے ہر ایک کلمہ پڑھانے لگا
جلیسے تاؤں میں جلوہ ہو مہتاب کا دہ پرا باندہ کر چار اصحاب کا
سید ہر رستہ کسی کو بتانے لگا دل کسی کا ادا سے لبھانے لگا
سونگھکر بھینی بھینی وہ خوشبوئے تن دیکھکر رنگ رحمت چمن در چمن
کہہ کے انت نبی پڑھ کے صلّ علےٰ بلبل خوشنوا چہچہانے لگا
موم پتھر ہوا بول اُٹھے جانور اُلٹا سورج پھرا ہو گیا شق قمر
رفع حاجت کو یکجا کئے دو شجر خشک صحرا میں چشمے بہانے لگا

اکبر خستہ کی ہیں یہ چار التجا ئیں کوئی تو پوری ہو بہر خدا
یا تو جلوہ دکھا یا مدینہ بلا ورنہ تسکین دے دل ٹھکانے لگا

ذاتِ احد کو گلشنِ ہستی میں آنا تھا — یہ میم سے جو روپ بھرا ہے بہانہ تھا
آدم نے لاکے بانکے قفس میں پھنسا دیا — اپنا کسی چمن میں کبھی آشیانہ تھا
کی ہیں ہزار رنگ میں گو پردہ داریاں — لیکن کہیں جمال تمہارا چھپا نہ تھا
ہاں اے نگاہِ ناز کوئی وار اور بھی — کیا بات اُس نشانہ کی ہے کیا نشانہ تھا
تم نے خریدتے ہی مجھے بے بہا کیا — کوئی نہ پوچھتا تھا میں جبتک لگا نہ تھا
قربان اپنی مرشد برحق کے جائیے — اسکو دکھا دیا ہے کہ جسکو سنانا تھا
ہم جستجوئے یار میں دنیا سے گم ہوئے — اُسکا پتا ملا تو پھر اپنا پتا نہ تھا
واعظ تو دیکھتا تو ہی پی کے ایک گھونٹ — جانے نصیب تیرے مقدر ہی کا نہ تھا
لاہوت میں پہنچکے یہ حیرت نے دی صدا — کیا غل تھا کسکی یاد تھی کیسا فسانہ تھا
اُجڑے ہوئے مکاں تو نہیں آباد تھے تمہیں — ٹوٹے ہوئے دلو نہیں تمہارا ٹھکانہ تھا
کعبہ میں تم ملے نہ کلیسا میں تم ملے — پھر کون سے مکاں میں تمہارا ٹھکانہ تھا

رسوائیوں کا اپنے تو آکبر گلا نہ کر

اول ہی سے مزاج ترا عاشقانہ تھا

ہمنے جب حسن آپ کا دیکھا ... ہوش اپنا نہ پھر بجا دیکھا
اُسکی آنکھوں میں خار ہے جنت ... جس نے گلزار مصطفےٰ دیکھا
ہے شبیہ محمدؐ آنکھوں میں ... آج آئینۂ خدا دیکھا
اے حلیمہ خبر نہیں تجھکو ... گود میں اپنی تو نے کیا دیکھا
جتنی ہیں خوبیاں نبوّت کی ... آپ پر کل کا خاتمہ دیکھا
سایہ کا سایہ ہو نہیں سکتا ... آپ کو سایۂ خدا دیکھا

یوں تو لاکھوں نبی ہوئے اکبرؔ
اِن کو محبوبِ کبریا دیکھا

کیا کہیں آج ہمنے کیا دیکھا ... مرشدِ پاک میں خدا دیکھا
بک گئے پیر مغاں کے ہاتھوں پر ... کچھ مزا پایا کچھ مزا دیکھا
حسن وہ چیز ہے کہ ہر کوئی ... آپ کے سمت دیکھتا دیکھا
تم کو دیکھا جو اپنی آنکھوں سے ... پھر نہ اپنا کہیں پتا دیکھا
آنکھ والوں نے اپنی آنکھوں سے ... جا بجا پایا جا بجا دیکھا
چوکتے کب ہیں دیکھنے والے ... تم کو آنکھوں میں رکھ لیا دیکھا

دہوم ہے اُن کے حسن کی اکبرؔ
جس کو دیکھا اُسے فدا دیکھا

تم چھپے اور ہم نے آ دیکھا ... کیوں ہمارا ابھی دیکھنا دیکھا
مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقّ ... آپ کا قول آئینہ دیکھا
تم کو دیکھا ہے برملا لیکن ... یہ نہ پوچھو کہ تم میں کیا دیکھا
دل میں آیا تصوّرِ مرشد ... عرش پر جلوۂ خدا دیکھا

کیا ہماری نظر ہے کیا ہم ہیں
برزخ شیخ پہ ہے جان قربان

تم نے جو کچھ دکھا دیا دیکھا
شکل انسان میں خدا دیکھا

عشق کی جس نے مے نہ پی اک بار
اُس نے دنیا میں آکے کیا دیکھا

منقبت در شان مرد میدان لافتے شیر خدا مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ

اے بادشاہِ لافتی مولا علی مشکل کشا
ہمراز محبوب خدا مولا علی مشکل کشا

کیا اصفیا کیا اوصیا کیا اتقیا کیا اولیا
ہے سب کا تم سے سلسلہ مولا علی مشکل کشا

شاہ زمن کعبہ وطن اژدر فگن کعبہ وطن
مرحبا صد مرحبا مولا علی مشکل کشا

کیا شان ہے شان نبی کیا آن ہے آن نبی
کیا نام ہے نام خدا مولا علی مشکل کشا

نور صمد شیر احد شرف شاہِ نجف
ابر کرم بحر سخا مولا علی مشکل کشا

اس آنکھ سے جس آنکھ نے مخمور دو عالم کئے
میری طرف بھی دیکھنا مولا علی مشکل کشا

ہو جائے رد اُسکی بلا جو ہے کہے صبح و مسا
مشکل میں ہوں آجاؤ یا مولا علی مشکل کشا

کبتک مصیبتیں سہوں کبتک رہے رنج و غم سہوں
آخر تو ہوں آپکا مولا علی مشکل کشا

تم وادی اللہ نے دختر رسول اللہ نے
ٹھیرے نصیرے کے خدا مولا علی مشکل کشا

بے بس کڑی منزل میں ہوں بیکس بڑی مشکل میں ہوں
کیجے میری امداد یا مولا علی مشکل کشا

اکبر جو چاہے مانگنا وارث کا دیدے واسطہ
پھر دیکھنا دیتے ہیں کیا مولا علی مشکل کشا

در شانِ سراپا فیضانِ مرشدنا و سیّدنا جناب حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جو پی لے ایک پیمانہ میرے مخدوم وارث کا
رہے تا حشر دیوانہ میرے مخدوم وارث کا

بہارِ عید آئی ہے طبیعت رنگ لائی ہے
بنا دو مجھکو مستانہ میرے مخدوم وارث کا

چڑھی ہے وارثی رینی شراب عشق بٹتی ہے
کھلا ہے آج میخانہ میرے مخدوم وارث کا

سلیقہ سے پیو اے میکشو یہ بیخودی کیوں ہے
چھلک جائے نہ پیمانہ میرے مخدوم وارث کا

سلاطین زمن آکر جہاں گردن جھکاتے ہیں
ہے وہ بستر فقیرانہ میرے مخدوم وارث کا

نہ کیوں سجدہ کریں جن و ملک اس آستانہ پر
بنا ہے عرش کاشانہ میرے مخدوم وارث کا

بقدر وسعت ہمت ملا کرتا ہے سائل کو
ہے وہ دربار شاہانہ میرے مخدوم وارث کا

ہے بزم دہر میں شمع جمالِ وارثی روشن
جسے دیکھو ہے پروانہ میرے مخدوم وارث کا

اُٹھی کالی گھٹا گنگو ہاں ایسے میں اے ساقی
پلا دے بھر کے پیمانہ میرے مخدوم وارث کا

سلاتا ہے اگر منظور اکبر کا اجل تجھ کو
سنا دے کوئی افسانہ میرے مخدوم وارث کا

آکے دنیا میں سب اقرار بشر بھول گیا
جو اُدھر یاد کیا تھا وہ ادھر بھول گیا

دیکھ قرآں میں کیا تو نے کیا تھا اقرار
پھر تجھے یاد دلاتے ہیں اگر بھول گیا

قصر شاہی میں تو رکھتا ہی ہزاروں خادم
جسمیں تنہا تجھے سونا ہے وہ گھر بھول گیا

دولتِ عمر کا تربت میں ہوا ہے افسوس
کسکو دے آیا کہاں کھوئی کدھر بھول گیا

یاد تھے سینکڑوں فن آگئی جب سر پہ اجل
کوئی حکمت نہ چلی سارے ہنر بھول گیا

دونو عالم کے بکھیڑوں کا سبق وہ انسان
جسپہ وارث کی پڑی ایک نظر بھول گیا

دیکھکر جلوہ محبوب خدا اے اکبر
روشنی شمس چمک اپنی قمر بھول گیا

ردیف ب

چلے عرش پر مصطفےٰ آج کی شب
ہے روشن سمک تا سما آج کی شب

خدا سے ہے راز و نیاز محمدؐ
محمدؐ پہ فضل خدا آج کی شب

نظر آئی امت کی بخشش کی صورت
نبی سے خدا مل گیا آج کی شب

حبیب خدا اب خدا سے ملیں گے
جدائی رہی گی جدا آج کی شب

وہ جلوے دکھائے ضیائے نبی نے
شفاعت کی اٹھی گھٹا آج کی شب

گرجنے لگے رحمت حق کے بادل
دیا روز روشن گھٹا آج کی شب

کھلی رہ گئی دیکھکر چشم انجم
جمال حبیب خدا آج کی شب

کھلے معنے قاب قوسین حق سے
ملے خاتم الانبیا آج کی شب

ترانے درودوں کی گاتی ہیں حوریں
کہ جنت میں ہے رتجگا آج کی شب

جو مانگو گے وہ حق سے پاؤ گے اکبر
کہ ہے باب رحمت کھلا آج کی شب

ردیف پ

نہ اترائیں زمیں پر اس قدر آپ
کبھی ہو جائیں گے زیر و زبر آپ

کریں گردوں کے گرنے کا نہ ڈر آپ
ہے میری آہ معدوم الاثر آپ

پریشاں ہو وہاں تم اور یہاں ہم
تڑپتے ہیں ادھر ہم اور ادھر آپ

نہ ہو جائیں ولی تو میرا ذمہ
ذرا دیکھیں تکبر چھوڑ کر آپ

کوئی اُس رشک خور سے یہ تو پوچھے	رہے کس کے مکاں پر رات بھر رات
بتاتے ہیں طریق کوئے جاناں	بہک جائیں نہ خضر راہ پر آپ
تماشا ہے تماشا گاہِ عالم	نہ ہوں غافل تماشا دیکھکر آپ
یہ سب نقش و نگار لوح ہستی	ہیں فانی صورتِ شام وسحر آپ

یہ سب سچ ہے جو اکبر کہہ رہا ہے
کریں مفہوم نقشِ کالحجر آپ

یوں پوچھتا تھا چھیڑ سے وہ رشک قمر رات	یہ کون سیہ بخت ہی روتا ہے جو ہر رات
اے خواب تجھے ڈھونڈھتے تھی دیدۂ تر رات	کیا ہو گیا تھا تو بھی شب غم کی سحر رات
امدادِ خیال رخ روشن بھی وگرنہ	کیا جانے دکھاتی مجھے کیا رنگ دگر رات
دل پھنس گیا زلفوں میں یہ اندھیر تو دیکھو	تھا ہندوٗ کے قبضہ میں اللہ کا گھر رات
للہ نہ تم کاکل مشکیں سنوارو	غیرت سے نہ ہو جائے کہیں زیر و زبر رات
دن یاد رخ غیرت خورشید میں گذرا	کی گیسوئی شبرنگ کے سودے میں بسر رات
اندھیر سراسر ہے کہ وہ زلف ہے رخ پر	دیکھو تو چڑھی جاتی ہی خورشید کے سر رات
یہ کالی بلا سر سے اُتر جائے گی میری	پھنس جائے ترے زلف کے پھندے میں اگر رات
کٹتے ہی نہیں اُف رے فرق رخ گیسو	یہ چاہیں دشمن کے مر دن شام وسحر رات
اک آہ بلا ریز میں یہ گنبد گرداں	گر جاتا اگر رہ گئی تھوڑی سی کسر رات
یا رخ کاکل ہے ہیں سو جاؤں کہ جاگوں	ہوں محو تحیر کہ اُدھر دن ہے ادھر رات
کیا سو گیا تھا اختر قسمت بھی مرے ساتھ	رؤیا ہیں جو آیا نہ وہ منظور نظر رات

اندھیر ہے اس رشک قمر نے ہی نہ پوچھا
اکبر تری کس رنگ سی ہوتی ہے بسر رات

بخت من نازد کہ در چشم جمال دلبر ست	اخترم روشن دلم خورشید طالع یاور ست

کافرِ عشقم ندانم مشربِ اسلام را
کعبۂ ابروئے تو بہر سجودم خوشتر است

از قیودِ مذہب و ملت رہائی یافتم
بندۂ زلفِ توام سودائے تو اندر سر است

عاشقان را کشتہ از تیغِ ناز اے نازنیں
خونِ عاشق در کمینگاہ تو شیر مادر است

از نگاہ لطف ہیں شوریدگان خویش را
بر رہت نرد در برت منظر بکوبت بستر است

با قیبان بادہ نوشی اے شمعِ محفل سوز دل
از طپش پروانہ ات را تا سحر خاکستر است

وصفِ خوبیہائے تو چند انکہ خوبیہائے تو
چشم آہو گوش گل دنداں گہر لب شکر است

از نماز کشتگانِ خویش غافل گشتہ
بینیازی تا کجا انصاف روزِ محشر است

یاد کن ایں کشتگانِ خویش را غافل مباش
فاتحہ برخواں بیا اینجا مزارِ اکبر است

ردیف ث

ہیں حسن حسین و نور حسن جگ کے سائیں داتا وارث
وہ من موہن پیارے مٹھن جگ کے سائیں داتا وارث

عاشق ہیں ہر مشرب والے ہیں پوجتے ہر مذہب والے
ہر قوم میں ہے تیری سمرن جگ کے سائیں داتا وارث

محبوب الٰہی کے تارے زہرا کی آنکھوں کے تارے
فرزند نبی م دلبند حسن جگ کے سائیں داتا وارث

چتوں کا تیرے دیوانہ ہوں تو شمع ہے میں پروانہ ہوں۔
اب آن لگی ہے تجھ سے لگن جگ کے سائیں داتا وارث

ارماں ہے یہی حسرت ہے یہی راحت ہے یہی جنت ہے یہی
قدموں میں تیرے ہو مدفن جگ کے سائیں داتا وارث

وہ بولنا جلدی بھاتا ہے جب یاد کبھی آجاتا ہے
ہوتی ہے دل میں اور جلن جگ کے سائیں داتا وارث

وہ دن وہ راتیں یاد کریں ہم کیا کیا باتیں یاد کریں
اب کہاں وہ لطفِ شعر وسخن جگ کے سائیں داتا وارث

یہ دل میں اب تو سوچا ہے۔ بس اب تو اتنی تمنا ہے
قربان ہو تم پر جان وتن جگ کے سائیں داتا وارث

کبتک دُر دُر پھٹ پھٹ کو سہیں تجھسے نہ کہیں تو کس سے کہیں۔
اب آن لئے ہیں تیرے چرن جگ کے سائیں داتا وارث

اکبر کے گریہ کی حد ہو اب چشم کرم یا مرشد ہو۔
آنکھیں ہیں بنی بھادوں ساون جگ کے سائیں داتا وارث۔

ردیف ج

الٰہی کون یاں مہمان ہے آج
کہ جبریل امیں دربان ہے آج

ہے کس شاہِ جہاں کی آمد آمد
نئی صورت نیا سامان ہے آج

ہے جشنِ آمد سلطانِ خوباں
جہاں بزم عظیم الشان ہے آج

گرے ہیں سجدۂ معبود میں بت
کمر ٹوٹی ہوئی شیطان ہے آج

وہ آیا منتظر تھے جس کے کل سے
نکالو جسقدر ارمان ہے آج

رہے پیش نظر نور محمدؐ
یہی حسرت یہی ارمان ہے آج

پڑھوں صلِ علیٰ کیونکر نہ اکبر
محمدؐ کی نرالی شان ہے آج

بنی ہر شے مہ وہاج ہے آج
محمدؐ کی شب معراج ہے آج

وہاں جاتے ہو آنا بخشوا کر — تمہارے ہاتھ میری لاج ہے آج
بھلا امت کی بخشش کیوں نہ ہوگی — شفاعت کا ترے سر تاج ہے آج
اسے بھی تاکتے جانا کہ یہ دل — نظر کے تیر کا آماج ہے آج

جو جی چاہے لکھو اکبر تمہارا
سخن کی سلطنت میں راج ہے آج

ردیف ح

آ جا خدا کے واسطے رشک قمر کسی طرح — ہوتی نہیں شب فراق اب تو بسر کسی طرح
ہاتھوں میں دل لئے ہوئے آیا ہوں نذر کیلئے — فخر ہو بخت پر مجھے لیلو اگر کسی طرح
پرتو جلوہ حبیب ہوتا نہ ان کو گر نصیب — پاتے نہ یہ چمک دمک شمس و قمر کسی طرح
غم تو میں کھا لیا کروں تھمتے نہیں ہیں کیا کروں — دیدۂ تر کسی روش درد جگر کسی طرح
وہ تو پلا کے چل دیا مست یہ کہتا رہ گیا — ساقی ادھر کسی طرح ساقی ادھر کسی طرح
عشق کی منزلیں ہیں دور ہوگئے تھک کے چور چور — شوق زیارت حضور آگے گذر کسی طرح

اکبر خستہ ہو کے ساتھ ہاتھ میں اسکے دیجے ہاتھ
کہدے ہی تیرے ہاتھ بات پھر نہیں ڈر کسی طرح

ردیف خ

اپنے افعال کی کچھہ بھی نہیں پروا گستاخ — کہہ برا قسمت قسام کو اچھا گستاخ
ان کرشموں پہ نہیں ہیں ہی اکیلا گستاخ — سب ہیں مائل ترے کیا ہی ادب اور کیا گستاخ
بہر تشہیر تڑپتا ہی رہا مقتل میں — کسلئے ذبح کیا آپ نے ایسا گستاخ
دیکھہ دونوں کی شرارت نے کیا ہے بدنام — شوخ ہے آنکھہ تری دل ہے ہمارا گستاخ

کر دیا مجھکو ترے لطف و کرم نے کیسا　　شوخ بدمست سراسیمہ نکما گستاخ

گر یہی ضد ہے کہ اے یار نبھے گی کیونکر　　تجھسا ذی شرم زمانے میں نہ سمجھا گستاخ

یاں تو بیدل بھی گذر جائیگی لیکن ہے یہ خوف　　کہیں تجھکو نہ بنا دے دلِ شیدا گستاخ

کتنے ساماں ہیں اکمل کے ستانے کیلئے　　عشوہ خونخوار ادا شوخ کرشمہ گستاخ

میں تو اس حفظِ مراتب کا تمنا گستر ہوں　　کہ سرِ خط مجھے القاب میں لکھا گستاخ

کسقدر شوخ ہے آتا ہی نہیں قابو میں　　ہوتا جاتا ہے مرا طفلِ تمنا گستاخ

کچھ یہ تہذیب ہی ہر بات پہ کہتے ہو مجھے　　ہو گیا تکیہ کلام آپ کا گویا گستاخ

اک نظر میں تری ہو جاتے ہیں صوفی مدہوش　　اک ادا میں ترے بنجاتے ہیں ملا گستاخ

اکبر شوخ طبیعت کی بڑھا دو توقیر
سرِ محفل یہی کہہ دو کہ اِدھر آ گستاخ

ردیفِ دال

مرے وارث ہو تم مولا علاؤالدین علی احمد　　مجھے اب کیا کمی ہے یا علاؤالدین علی احمد

ترے قدموں میں ہی گنگا علاؤالدین علی احمد　　مگر دشوار ہے جمنا علاؤالدین علی احمد

کراتی ہے وضو جو تیرے مہمانانِ چشتی ہیں　　بہشتی ہو گئی گنگا علاؤالدین علی احمد

پہاڑ و لنسے چلے ہردوار آئی آ کے کلیر میں　　تری چوکھٹ کو آ چوما علاؤالدین علی احمد

نہ ہو کیوں وصل ذاتِ خدا جب لا ڈالا ڈیرا　　فریدالدین بابا کا علاؤالدین علی احمد

مضامین کتاب معرفت کا ایک دفتر ہے　　ترے گولر کا ہر پتا علاؤالدین علی احمد

ادھر سے روز شوقِ دید میں سورج نکلتا ہے　　جدھر ہے تیرا دروازہ علاؤالدین علی احمد

علاوہ اِن مدارج سے کہ جو پایا سی حاصل ہیں　　مقدس نام ہے کیا کیا علاؤالدین علی احمد

نگاہِ لطف ہو عبدالرحیم پاک باطن پر　　ترے در کا ہی سجادہ علاؤالدین علی احمد

مزار پاک میں مہماں نوازی کا شرف حاصل
ہوا جب ہو گیا تیرا علاؤالدین علی احمد

رہے جاری قیامت تک کبھی تم اپنے لنگر سے
ادہر بھی پھینکدو ٹکڑا علاؤالدین علی احمد

ہیں سونیکے کلس یا دل ہیں نورانی فرشتوں کے
منور ہے قبا تیرا علاؤالدین علی احمد

خدا کا قول ہے میں صابروں کے ساتھ رہتا ہوں
مبارک صبر کا ثمرہ علاؤالدین علی احمد

میرے والی میرے وارث میرے مخدوم صابر ہیں
میرے کعبہ میرے قبلہ علاؤالدین علی احمد

نظر میں سائلوں کی صورت مرشد دکھاتے ہو
یہ اکبر کیوں نہ لے حصہ علاؤالدین علی احمد

ردیف ذال

ہو گیا تھا میرے اعمال سے کالا کاغذ
کر دیا آپ شفاعت نے مصفا کاغذ

رفعت نعت محمد نے یہ عظمت بخشی
تخت سے عرش علی اسکا ہے تختا کاغذ

نعت کو چاہیئے دلچسپ مصفا خوشرنگ
نہ ہو میلا نہ ہو خستہ نہ ہو روکھا کاغذ

لکھتے تھے پوست وغیرہ پہ نصوص قرآں
اب ترے فیض سے پہلے کہاں تھا کاغذ

نام محبوب خدا ہیں خط گلزار ہیں نقش
بلبلو پھول کی پتی کو سمجھنا کاغذ

آگیا جوش پہ دریائے شفاعت دیکھو
رہ گیا ڈہل کے عملنامہ کا کورا کاغذ

اکبر اللہ نے امت کی شفاعت کے لئے
مہر میں فاطمہ رضؓ زہرا نے لکھایا کاغذ

ردیف رائے

اس نے مہندی لگائی پوروں پر
خون بسمل ہے آج زوروں پر

ہوں وہ مسکیں کہ جان دیتا ہوں
ساقیا مے کے آبخوروں پر

غیر ادہر کی اُدہر لگاتے ہیں
توبھی زلفوں کو کھول کر آجا
چاند سا منہ چھپا لیا تم نے
ان کے رخ پر نثار ہیں زلفیں
روح کو کھینچ کر نہ لے جائیے
چاٹ کر چھوڑ دو کہ رہتی ہے
شعلۂ طور کو نچاتی ہے
میرے خوں میں ملا کے مل لیجے
لگی رہنے دو پیار کرتی ہے

تم بھی عاشق ہو کن چھچوروں پر
آج کالی گھٹا ہے زوروں پر
قہر کیوں ڈہا دیا چکوروں پر
کالے عاشق ہوئے ہیں گوروں پر
ناتوانی ہے آج زوروں پر
تنگدستی سدا چٹوروں پر
ضم رات کی باسی مہندی پوروں پر
رات کی باسی مہندی پوروں پر
رات کی باسی مہندی پوروں پر

خون اکبر ہوا ہے اے قاتل
تیری آنکھوں کے لال ڈوروں پر

عرش قرباں ہو ترے اعزاز پر
افتخار حسن تیرے حسن سے
خوب ہیں آپس میں کیا سرگرم عشق
اے کبوتر خط کو لے اُڑ اسطرح
ناز گل آواز بلبل سب فدا
اُس کے گھر ہر روز ہوآنا اُسے
سرکشی کرتا ہے شعلہ المدد
مژدۂ وید نبی قاصد سُنا

معجزے صدقے ترے اعجاز پر
ناز کو سو ناز تیرے ناز پر
نازبرداری پہ ہم تم ناز پر
باز قرباں ہو تیری پرواز پر
ناز پر تیرے تری آواز پر
بدگمانی ہے مجھے ہمراز پر
شافع محشر ترے جانباز پر
کان ہیں مدت سے اس آواز پر

طائر سدرہ لشکر کے تیرے ساتھ
تھرتھراتے ہیں دم پرواز پر

ہو وردِ اے اکبر شیدا مدام
دو جہاں کے سرورِ ممتاز پر

دونوں جہاں ہیں مفتوں تیری پھبن کے اوپر
لاکھوں بچے ہو گئے خون تیری پھبن کے اوپر

مرتا تھا قیس محزوں تیری پھبن کے اوپر
لیلیٰ بنی تھی مجنوں تیری پھبن کے اوپر

پیارے یہ شفق ہیں رو رو کے خوں تملق ہیں
پھرتا ہے روز گردوں تیری پھبن کے اوپر

لے جان بھی ہیں کر دوں تیری ادا کے صدقہ
دل پہلے دے چکا ہوں تیری پھبن کے اوپر

منصور نے پکارا آ دیکھ لے تماشا
سولی پہ چڑھ رہا ہوں تیری پھبن کے اوپر

دل کس کو دے رہا ہے کس پر مٹا ہوا ہے
پوچھے تو صاف کہدوں تیری پھبن کے اوپر

اک دیکھنا ہی کیا ہے رگ رگ میں تو بسا ہے
قربان ہو چکا ہوں تیری پھبن کے اوپر

ایسے نصیب کب تھے جو پوچھتا تو آ کے
عالم ہوا دگرگوں تیری پھبن کے اوپر

یہ چاہتا ہے اکبر گر ہو مجھے میسر
دونوں جہاں کو دیدوں تیری پھبن کے اوپر

وہ پڑھوں مطلع کہ جس کے سونے سے
پھونک دے ہر طوطیٔ اہواز پر

قم باذنی ہو لب اعجاز پر
کان ہیں مدت سے اس آواز پر

شام غم ہے اے مؤذن بول اٹھ
کان ہیں مدت سے اس آواز پر

غم غلط ہو کچھ تو اے مطرب سنا
کان ہیں مدت سے اس آواز پر

جاں بلب ہیں کوس رحلت نے صدا
کان ہیں مدت سے اس آواز پر

بیٹھے بیٹھے ہو گیا سن کچھ تو بول
کان ہیں مدت سے اس آواز پر

اک لب شیریں سے دشنام اور بھی
کان ہیں مدت سے اس آواز پر

اکبر جانباز اے سرمست ناز
یوں تو ہے قربان ہر انداز پر

تو کہے اللہ اکبر وہ ہو ذبح
کان ہیں مدت سے اس آواز پر

پھر پڑھوں مطلع کہ جسکے رشک سے
نوچ ڈالے بلبلِ شیراز پر

ہر پری کے ہیں ترے انداز پر — مستِ عشوہ دل خراب ناز پر
شمع بھی اس غم سے بے پروانہ تھی — جل بجھی پروانہ کے پرواز پر
جو گرا در پر ترے مر کر اُٹھا — ہم تو دم دیتے ہیں اس اعجاز پر
دل اُڑانے کیلئے تو نے پری — بال کھولے یا پئے پرواز پر
لے اُڑے طاؤس رقصاں کیطرح — کیا لگا لائی ترے پشواز پر
زلف مشکیں روئے گلگوں اوج حسن — ق — دیکھ لیں گر اُس بتِ طناز پر
دُور پھینکے نوچ ڈالے کاٹ دے — نافہ آہوبان بلبل ناز پر
اک نہیں ہی سب سوالوں کا جواب — طول مقصد صدقے اس اعجاز پر
سر دہونیکو چھڑکتا ہے وہ شوخ — آب پیکاں کشتۂ انداز پر
نوش لب سے شور محشر کیلئے — شہد کا چھڑکا ہے شہید ناز پر
لیجے چھریاں خود چلا آتا ہے آج — ناز غمزے پر تو غمزہ ناز پر

اکبر آشفتہ کر بیٹھا نثار
جاں ترے غمزہ پہ دل انداز پر

مرغ دل دارد دگرگوں باز پر — میزند گنجشک ما چوں باز پر
در سر پرواز عنقا گشتہ ایم — پیش ما افگندہ صد شہباز پر
چوں باد در رنگ سلیماں مے پری — باز گیر اے فکر از پرواز پر
طائر فکرم باوجِ حق پرد — مے زند دنبال عنقا باز پر
صید دل افتاد بر پیکان تیر — صورتِ پروانہ زد بر گاز پر
در قفس ما لخ نشین و شاد باش — ہیچ مگشا در ہوائے آز پر

چوں بشمع بزم دنیا سوختی	سوئے حق اے طائر جانباز پر
ریسمانش باز کن بر صید دل	تیر را بکشائے تیر انداز پر
بازوئے باز تعلق در شکن	در ہوائے بیخودی افراز پر
اے پری با من سلیمانی مکن	کم بہ بالائے سر پر ناز پر
یا رسول اللہ معراج دگر	بر سریر عرش اعظم باز پر

یا بہ یثرب طائر روحش ببر
یا پئے اکبر خدا یا ساز پر

ردیف زائے در شان خواجہ غریب نواز

اے چشم نبی کے نور نظر سلطان الہند غریب نواز
تم سب ولیوں کے ہو افسر سلطان الہند غریب نواز

کیا کیا انعام باری ہے اک فیض کا دریا جاری ہے
لٹتی ہیں دیگیں بھر بھر کر سلطان الہند غریب نواز

بھر بھر کر تو بھی سب کو پلا خالق نے ترے نانا سے کہا
اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ سلطان الہند غریب نواز

کیوں دیر لگائی ہے خواجہ آخر تو تیرا ہوں آجا
بھر دے مینا دیدے ساغر سلطان الہند غریب نواز

گرداب بلا میں ہے کشتی از بہر بزرگان چشتی
تم آکے لگا دو اک ٹھوکر سلطان الہند غریب نواز

سر تاج شاہنشاہی ہو۔ انوار ذاتِ الٰہی ہو
فیضان تمہارا ہے گھر گھر سلطان الہند غریب نواز

بے کس بے بس بیچارہ ہیں عاجز ناقص ناکارہ ہیں
لو ہم سے بے خبروں کی خبر سلطان الہند غریب نواز

سردار زمیں سرکار فلک محبوب خدا مخدوم ملک
آقائے جن مولائے بشر سلطان الہند غریب نواز

اکبر تیرا منتوالا ہے تو اس کا دینے والا ہے
اب دیر کیا بھر دے ساغر سلطان الہند غریب نواز

(دیگر)

اے مہر حقیقت کے منظر سلطان الہند غریب نواز
ذرے ہیں تیرے شمس و قمر سلطان الہند غریب نواز

فرمانبردار ہیں سب تیرے ہیں دلپر نقش لقب تیرے
آقا مولا خواجہ سرور سلطان الہند غریب نواز

کفار کا کفر گھٹانے کو اسلام کی شان بڑھانے کو
آئے گمراہوں کے رہبر سلطان الہند غریب نواز

میں بھی مقصد اپنا پاؤں روضہ پہ چڑھانے کو آؤں
شیرینی۔ پنکھا۔ گل۔ چادر سلطان الہند غریب نواز

غم کے ہاتھوں دنیا ہے نہ دیں اب لب پر آئی جان حزیں
جز تیرے کہوں کس سے جاکر سلطان الہند غریب نواز

مل جائے کچھ تو خدا کیلئے پھیلائے ہاتھ دعا کے لئے
آیا ہوں در پہ گدا بن کر سلطان الہند غریب نواز

مقبول ہوں بندہ پرور کو مضمون کے پھول نچھاور کو
لایا ہے میرٹھ سے اکبر سلطان الہند غریب نواز

ردیف س

بیٹھے ہیں غیر حور شمائل کے آس پاس
دوزخ دہک رہا ہے یہاں دل کے آس پاس

دیکھو یہ اُسکی شان کریمی کہ بے طلب
پھرتا ہے مدعا لب سائل کے آس پاس

جس نور کی تلاش کہ دیر و حرم میں تھی
آنکھوں نے کیوں نہ ڈھونڈھ لیا دل کے آس پاس

پاس ادب نے دید کی بھی آس توڑ دی
ہوں پاسباں بنا تیری محفل کے آس پاس

چھٹتا نہیں ہی جوش محبت سی میرا خون
لپٹا ہوا ہے دامن قاتل کے آس پاس

اس قند لب نے غنچوں کی پوچھی نہ بات تھی
کملا گئے چمن میں وہ کھل کھل کے آس پاس

محشر میں اس شہید کی دیگا شہادتیں
خوں جم رہا ہی خنجر قاتل کے آس پاس

کیا تنگ رنگ کے دل نالاں ہیں داغ ہیں
گلشن بنا دیا ہے عنادل کے آس پاس

اللہ رے فرط شوق شہادت کہ آج دل
کرتا ہی رقص خنجر قاتل کے آس پاس

کیا بزم دلمیں حسرت و ارمان یاس و غم
بیٹھے ہیں شادماں گلے مل مل کے آس پاس

لیلٰی اسے نشانۂ تیر نظر بنا
پھرتا ہے قیس پردۂ محمل کے آس پاس

اللہ رے عتاب کہ ہے چار سو نظر
اکبر چھپا ہو کہیں محفل کے آس پاس

ردیف ش

دوستوں کو ہوتی ہے دشمن کے تلاش
پاک دامن کو ہے رہتی پاک دامن کی تلاش

حشر میں ہونے لگی جب دوست دشمن کی تلاش
ہم نے چھپنے کے لئے کی شہ کے دامن کی تلاش

اب اجازت دفن کی ہو جائے تو جنت ملے

یار کے کوچے میں ہم نے جائے مدفن کی تلاش
سب تماشے آپ میں ہیں دیکھ لو اور چھوڑ دو
کوہ کی تفتیش بن کی فکر گلشن کی تلاش
دیکھ لو تم اپنی آنکھیں چاٹ لو اپنی زبان
کیوں ہے نرگس کی تمنا کیوں ہے سوسن کی تلاش
میرے سر کو میرے دل کو میری آنکھوں کو رہے
تیرے در کی تیرے گھر کی تیرے آنگن کی تلاش
مسجدوں میں شیخ ہو ہو کر کیا تجھ کو طلب
بتکدوں میں تیری بن بن کر برہمن کی تلاش
ملنے والا مل ہی جائے گا کبھی اکبر کرو
جان کو تسکین دل میں جستجو تن کی تلاش

ردیف ص

نہ کرنا کوئی ایسا کام ناقص	کہ ہو جاؤ کہیں بدنام ناقص
خدا کی یاد سے غافل نہ ہونا	ہے اور جنت طلب آرام ناقص
بھلوں سے مل اگر چاہے بھلائی	بری صحبت کا ہے انجام ناقص
نہ ایسا کام کرنا جس سے ہو جائے	نکما ناخلف ناکام ناقص
لکھو اکبر یہ مصرع آب زر سے	ہے ناقص کام کا انجام ناقص

ردیف ض

ہمکو زاہد دین سے مطلب نہ دنیا سے غرض	طالب المولا ہیں رکھتے اپنے مولا سے غرض

اے خدا یہ التجا ہے کام غیروں سے نہ ڈال
تیرے بندوں کو ہی تیری ذات والا سے غرض

کنج عزلت میں خدا سے طالب امداد ہوں
کام کچھ اعلیٰ سے نکلیگا نہ ادنےٰ سے غرض

جاگتے سوتے نہاتے دہوتے اُٹھتے بیٹھتے
الغرض ہر کام میں ہو حق تعالےٰ سے غرض

پھر کسی شے کی تمنا ہی نہو دیدے وہ جام
ایک تجھ سی ہی رکھیں ساقی ترے پیاسے غرض

آئے ہو تو جاؤ اس دنیا کے منہ پر تھوک کر
بوالہوس رکھتے ہیں اکبر ایسی قحبہ سے غرض

ردیف ط

ہوتا نہیں ہے آہ غم دل ربا غلط
یارب ہوا ہے کیوں اثر مدعا غلط

پہنچے ہیں مست مولوی کہتے ہی رہ گئے
یہ مسئلہ صحیح ہے یہ مسئلہ غلط

کھینچا جو تم نے نقش سراسر ہوا صحیح
لکھا جو ہمنے حرف وہی ہو گیا غلط

جھگڑوں کو چھوڑ مصلحت کل کا لے طریق
یہ راستہ درست ہے یہ راستہ غلط

اکبر خموش بیٹھ تماشائے خلق دیکھ
یاں بولنا غلط ہے زباں کھولنا غلط

ردیف ظ

ہم چلے تو کہا خدا حافظ
ایسے گمراہ کا خدا حافظ

آئیگا ہم کو ہر قدم پر یاد
یہ جو تم نے کہا خدا حافظ

دور منزل ہے راستہ دشوار
اے مسافر ترا خدا حافظ

نزع میں گور میں جزا کے دن
ہر گنہ گار کا خدا حافظ

کون رسوا کیگا کون دیگا ساتھ
میں تو تنہا چلا خدا حافظ

عمر گذری شراب خانہ میں
اب ہے اکبر ترا خدا حافظ

ردیف ع

تیرے رخ کے سامنے گر آئے شمع | تیری پروانہ بنے جل جائے شمع
ہوں وہ پروانہ نہیں پروائے شمع | خود ہی مدفن پر چلوں جل جائے شمع
جل بجھوں اے یار تیری بزم میں | میری چربی سے اگر بن جائے شمع
دونوں عالم میں ہو میری روشنی | گر بنا لو صورت زیبائے شمع
صورت فانوس روشن ہے مزار | سوز غم سے ہوں میں ہمتائے شمع
اس سے سیکھو عاشقی جلنے کے بعد | گر پڑا پروانہ زیر پائے شمع
کیا عجب اکبر ہے یہ وحدت نما | فاتحہ میں تیری قل پر ہوائے شمع

ردیف غ

ہیں سرنگوں جو عرصۂ رخ پر بسان تیغ | ہوتا ہی ابرو نہ یہ تمہارے گمان تیغ
وہ قدرداں ہی میرے تو میں قدردان تیغ | مقتل میں میرے دم سی بڑھے ہے غرور شان تیغ
تم اس شہید ناز کی تعظیم دیکھ لو | خم ہو گیا ادب سے سر قہرمان تیغ
پہلے ہی قتل سے سر مقتل ہلا دیا | قاتل سنا سنا کے مجھے داستان تیغ
کیوں دمبدم ملے نہ گلے کشتۂ ادا | تیغ اسپہ مہربان ہی یہ مہربان تیغ
یارو فروتنی کو نہ چھوڑو کہ دہر میں | نیچا ہی دیکھتا ہے تکبر بسان تیغ
تولے ہیں ابروؤں کو جو چشمان نرگسیں | بیمار ہیں کہ کیسے ہوئے حاملان تیغ
ہیں جان سی عزیز شہادت کیواسطے | دل میں نشان تیر گلو میں نشان تیغ
سودا کیا ہے ہر سر شوریدہ حال کا | کھولی ہی ابروؤں نے تمہارے دکان تیغ
اے تشنہ کام شوق شہادت وہ چلدئے | اب کسطرح پیئے گا تو آب روان تیغ

اکبر وہ پڑھ غزل سرِ بزم مشاعرہ
ہر حرف پر ہو جیسے عدو کو گمان تیغ

وہ نازنین ہیں کون کرے امتحان تیغ
اُنکی بلا اُٹھائے یہ بارِ گران تیغ

کرتی ہی زنگ سنگ کے خون نذر آن تیغ
میری رگ گلو ہی فقط قدر آنِ تیغ

گلہائے زخم دلپہ یہ کہتی ہیں بلبلیں
یہ بوستان نیر ہے یا گلستان تیغ

اس تشنہ کام قتل کو دے آب خون پی
دیتی ہی مسیدم مجھے کیوں دم زبان تیغ

قاتل نے میرے جسم کو چھلنی بنا دیا
لاکھوں ہیں زخم تیر ہزاروں نشانِ تیغ

جس شاہِ ذوالفقار کی ہے شان لافتیٰ
زیبا ہے اُسکو حلقۂ گردوں فسان تیغ

آنکھیں بھری ہوئی ہیں شہادت پہ دیکھیے
یہ شاہد شہید ہوں یا شاہدانِ تیغ

ظالم تو سر نہ چڑھ کہ بری ہے یہ سرکشی
اس سرکشی سی دیکھ جھکی ہی میانِ تیغ

کھینچ کے وہ چلا کبھی مجھسے برنگ تیر
جھک جھک کے وہ ملا کبھی مجھسے بسانِ تیغ

گردن پہ میری سر پہ مرے دم پہ ہے مرے
احسان تیغ منت تیغ امتنان تیغ

یاد آئے ابروانِ صنم پلصراط پر
یا رب مچل نجائیں کہیں عاشقانِ تیغ

یہ کس غرام ناز نے قم قم کی دی صدا
اُٹھ اُٹھ کے جس سی بیٹھ گئے کشتگانِ تیغ

میداں میں حاسدونکی قلم گردنیں ہوئیں
اکبر کی بھی زبان قلم ہے زمان تیغ

ردیف ف

ہے وہ ایک جلوہ ادھر اُدھر کبھی اسطرف کبھی اُسطرف
کبھی عرش پر کبھی فرش پر کبھی اس طرف کبھی اُسطرف
کہیں ذاتِ حق کہیں مصطفےٰ کبھی اسطرح کبھی اس طرح
ہے کہیں بشیر کہیں بشر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

کہیں ایسا کوئی مکاں نہیں کہ جہاں وہ جانِ جہاں نہیں
ہیں سب اس سے تازہ شجر حجر کبھی اس طرف کبھی اُس طرف

گیا کوہ کن اسی ذوق میں جلا قیس آتش شوق میں
ترے شعبدے نکے اُڑے شرر کبھی اس طرف کبھی اُسطرف

کہیں بل خدا کے لئے صنم کبھی دَیر پونچا کبھی حرم
میں خراب پھرتا ہوں دربدر کبھی اس طرف کبھی اسطرف

یہی خیر ہے کہیں شر نہ ہو کوئی بے گناہ ادہر نہ ہو۔
وہ چلے ہیں کرتے ہوئے نظر کبھی اس طرف کبھی اُسطرف

تری مہر سے کسی کام کا نہ جگر رہا ہے نہ دِل رہا۔
گئی برچھی بن کے نظر ادہر کبھی اس طرف کبھی اسطرف

ترے دور دوسے ہوں ساقیا وہ پلا شراب دو آتشہ
گریں مست مستوں پہ جھوم کر کبھی اسطرف کبھی اُسطرف

ترے رنگ حُسن کو دیکھتا یہ پھرا ہے اکبرؔ مبتلا
کبھی دشت میں کبھی کوہ پر کبھی اسطرف کبھی اُسطرف

ردیف ق

اسکی نگاہ مست سے پی کر شراب عشق
مجھکو خطاب پاک ملا ہے خراب عشق

ہیں ہوش کا سبب میری بیہوشیاں مجھے
عین ثواب ہے میرے حق میں عذاب عشق

اسکو تعینات دو عالم سے کیا غرض
جسکو پلائیں بھر کے پیالہ جناب عشق

روشن ہیں کائنات میں اُسکی تجلیاں
دلکی جگہ لئے ہو نہیں اک آفتاب عشق

وہ پردہ کر گئے ہیں کہ جنہیں کمال تھا
کمیاب کائنات میں ہیں کامیاب عشق

ساقی دکاں کی خیر ہو دونا ثواب لے
دیدیے کباب شوق پلا دے شراب عشق

جو مدرسوں میں خشک طبیعت ہیں مولوی
اکبر انہیں ضرور پڑھا دو کتاب عشق

ردیف ک

فخر دیں فخر زماں مخدوم پاک
راہنمائی سالکاں مخدوم پاک

جبہہ سا در پر ترے جن و ملک
عرش نیر آشیاں مخدوم پاک

خلق میں زہد آپ کا مشہور ہے
سرگروہ زاہداں مخدوم پاک

جب سے تم شاہ ولایت ہو یہاں
ہے بہت امن و اماں مخدوم پاک

ابر نیساں کی طرح فیض آپ کا
سب ہی گوہر فشاں مخدوم پاک

چشم بینا ہے تو دیکھو سب کہ ہیں
چشمہ فیض رواں مخدوم پاک

آپ کے ارشاد کی تعمیل ہے
ورنہ کیا میری زباں مخدوم پاک

ذرہ کمتر سے وصف آفتاب
میں کہاں اور تم کہاں مخدوم پاک

دل کی امیدیں بر آئیں سب میری
تم اگر ہو مہرباں مخدوم پاک

کیجیے اکبر پر عنایت کی نظر
ہے تمہارا مدح خواں مخدوم پاک

ردیف ل

ہمارا دل ہے مسکن اس بت بے پیر کے قابل
مصفا آئینہ ہو خوشنما تصویر کے قابل

ہیں میرے قتل کو نوک مژہ ترچھی نظر کافی
جگر ہے تیر کے لائق نہ دل شمشیر کے قابل

جو دل زلفوں میں اس کی جا پھنسا تو غل ہوا ہر سو
یہ دیوانہ یہ وحشی تھا اسی زنجیر کے قابل

گذرتی ہی یہاں جو کچھ زبانی اس سے کہہ دینا
ہمارا حال اے قاصد نہیں تحریر کے قابل

مناسب تھا کہ تم اپنی گلی میں دفن کر دیتے
مرا لاشہ کہاں ہے اسقدر تشہیر کے قابل

وشتو نکے لکھے کو اپنے ہاتھوں سے مٹا دینا
نہیں ہے کیا کروں تقدیر ہی تدبیر کے قابل

بٹھاؤ پاس اپنے اونچے اونچے نام والوں کو
کہاں ہیں دوستو محفل میں ہم توقیر کے قابل

پڑھو اللہ اکبر اور پھیرو خلق پر چھریاں
شہید خنجر حسرت ہے اس تکبیر کے قابل

ردیف م

من از جام شراب عاشقی مستانہ میگردم
غلام بارگاہ ساقیٔ میخانہ مے گردم

میرس اے مدعی از من طریق مذہب و ملت
بوصل یار از چون وچرا بیگانہ مے گردم

مرا از آتش دوزخ نباشد باک اے واعظ
کہ بر شمع جمال مصطفےٰ پروانہ مے گردم

امام ما بشمیر بد گہر فرمود کاے ناداں
بہ تسلیم رضا با ہمت مردانہ مے گردم

مکن در کوچہ و بازار تشہیر من اے غافل
کہ ہر ساعت شہید خنجر جانانہ مے گردم

بہ بینم تا چہ اکبر را بجام عشق نوشاند
بہر لحظہ ز ساقی طالب پیمانہ مے گردم

ردیف ن

راز دل کس کو سنائیں رازداں ملتا نہیں
جان جاتی ہے غضب ہے جان جاں ملتا نہیں

جس مکاں میں تو مکیں ہے وہ مکاں ملتا نہیں
جستجو میں گم ہوئے ایسے نشاں ملتا نہیں

روح راہی ہوگئی ہے چھوڑ کر جسم گلی
خاک اڑاتی ہے نشان رفتگاں ملتا نہیں

تجھسے ملنے کا پتا پھر کونسا دن آئیگا
عید کو بھی مجھسے گر اے میری جاں ملتا نہیں

بیل ہیں بوٹی میں پھل ہیں پتیوں میں پھول میں
ہر چمن میں اسکا مظہر ہے کہاں ملتا نہیں

سانس ہے چابک کی زد سے دم میں پہنچا یا عدم
کچھ سراغ توسن عمر رواں ملتا نہیں

جیسی چاہیے کوششیں کر واعظ باطن خراب
تیرے رہنے کو تو جنت میں مکاں ملتا نہیں

عاشقوں سے تا کجا پردہ نشینی اے صنم
روز محشر تو ملیگا گر یہاں ملتا نہیں

کم نہیں گلشن میں شبنم گلبدن گل پیرہن
غسل کر مل مل کے گر آبِ رواں ملتا نہیں

کس سے پوچھوں شہرِ خاموشاں ہیں سب خاموش ہیں
خاک ملتی ہے سراغ رفتگاں ملتا نہیں

کیا بتائیں کیا سنائیں کیا پڑھیں اکبر غزل
کوئی دنیا میں سخن کا قدرداں ملتا نہیں

ہے وحدت کا تماشا ہستئ اشیاء کی صورت میں
اثر آیا کوئی رنگیں ادا گلزار کثرت میں

تری تصویر کے ہیں چو کھٹے ایوانِ تربت میں
سکونت کو ملا زینت محل صحرائے غربت میں

الٰہی خیر پھر آتے ہیں وہ تن کر قیامت میں
غضب ہے نازنیں آفت ادا میں قہر قامت میں

اٹھی آتی ہے مخلوق خدا شوقِ زیارت میں
یہ کس معشوق کی رویت ہے بازارِ قیامت میں

یہ دو بے کس تڑپتے رہ نہ جائیں وحشتِ غربت میں
دبا دو حسرت و ارمان کو میرے ساتھ تربت میں

ہے وہ جوش تجلے چشمۂ خورشید وحدت میں
چمک اٹھا ہے جسکے عکس سے ہر ذرّہ کثرت میں

مزا باتوں میں میٹھے لب سلونا رنگ شوخ آنکھیں
تو اے مجموعۂ خوبی ہے یکتا حسن و صورت میں

الٰہی خیر پھر چمکی ہے شمشیر ادا اُن کی۔
شہیدوں کی کہیں بستی نہ بس جائے قیامت میں

ہزاروں مرتے ہیں عاشق کسی کے حسن و صورت پر

جِلا دے دی یہ کس کے نور نے مٹی کی مورت میں
کہیں عشوہ کہیں غمزہ کہیں نخوت کہیں شوخی
ہزاروں حشر برپا کر دیے اُٹھ کر قیامت میں
جو ناخوش ہو تو ذوق بوس و وصلت پھیرے دیتے ہیں
لو ہو سینہ بسینہ لب بلب پھر کنج خلوت میں
سجاوٹ کو سجا دیجے جما دیجے لگا دیجے
یہ سر محراب در میں آنکھیں الماری میں دل چھت میں
ہزاروں گل ہوئے صورت دکھا کر اسکو گل در گل
رہا آئینہ مسکوت ان صدموں سے حیرت میں
مٹایا عاشقوں کو کیوں حسینوں کی ادا بن کر
نہ پھرتا تھا تجھے ہر جا صفِ بازار کثرت میں
کبھی تو فاتحہ کو جانب گور غریباں آ
کہ ہے کنج شہیداں حسرتوں کا کنج تربت میں
جو آہِ گرم کھینچی اُن کے گھر بولے یہ جھنجلا کر
اُٹھا لایا ارے کمبخت کیوں دوزخ کو جنت میں
جو غش کھا کھا کے گرتے ہیں اُنہیں جلوہ دکھاتے ہو
ادہر آؤ تمہیں لیتے ہیں ہم آغوش الفت میں
لگا کر آگ برق حسن کی وہ چل دیے اور میں
رہا جلتا برنگ لاش ہندو دشت غربت میں
بلاتے ہیں شہیدوں کو وہ پھر دربار میں اکبر
ہمارا نام ہے پیشانیٔ فہرست دعوت میں

وہ برقع میں گو منہ چھپائے ہوئے ہیں
نگاہوں میں اپنی سمائے ہوئے ہیں

ہے کیوں جستجو ان کی دیر و حرم میں
وہ ہر شے میں جلوہ دکھائے ہوئے ہیں

وہ کہتے ہیں باغ جہاں کو دکھا کر
یہ سب گل ہمارے کھلائے ہوئے ہیں

ترا درد اُٹھ کر کہاں جائے دل سے
کلیجے سے اسکو لگائے ہوئے ہیں

نہ اُٹھیں گے ہم حشر تک آستاں سے
تیرے در پہ دھونی رمائے ہوئے ہیں

دُکھاؤ نہ دُکھتے ہوئے دل کو صاحب
غم عشق کی چوٹ کھائے ہوئے ہیں

نہ ہو سرخرو کیوں یہ امت کہ حضرت
شفاعت کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں

نہیں بے سبب بند آنکھیں ہماری
وہ اس گھر میں تشریف لائے ہوئے ہیں

پس مرگ اکبر نہیں کوئی ساتھی
جو اپنے تھے وہ بھی پرائے ہوئے ہیں

جو یہاں آیا ہے جانا اسکو ہوگا ایک دن
جب فنا ٹھیری تو پھر کیا سو برس کیا ایک دن

کیا پیمبر کیا ولی کیا اہل دولت کیا فقیر
سب کو ہے منہا خلقنٰکم کا صدمہ ایک دن

ہر کمالے را زوالے سچ ہے غافل ہوشیار
اونچے اونچے خاک پر دیکھیں کے نیچا ایک دن

بولی خلوت میں اجل دولہا دلہن سے وقت عیش
ہے تمہیں اک قبر کے کونے میں سونا ایک دن

شرق سے تا غرب جن کی سلطنت کا شور تھا
دم بخود دو گز زمیں میں اُن کو دیکھا ایک دن

مقبروں میں پاؤں پھیلائے ہوئے سوتے ہیں وہ۔

تھا زمیں سے آسماں تک جن کا ڈنکا ایک دن
اک جنازہ پر میں پونچا اور حسرت سے کہا
میں بھی رل لیتا اگر یہ اور جینا ایک دن
بولی مایوسی ارے غافل جب آجاتی ہے موت
ایک دم بھی زندگی مشکل ہے کیسا ایک دن
کھل کھلا لو چہچہا لو اے گلو اے بلبلو
پھر ہے رونا گل میں سونا خاک ہونا ایک دن
آگیا جب وقت آخر پھر ٹھہر سکتا نہیں
ایک ساعت ایک لحظہ ایک گھنٹہ ایک دن

ہیں یہاں مجبور اکبر کیا نبی کیا اولیا
جانب ملک عدم ہے سب کا رستہ ایکدن

ایک بچہ جسکی ماں کا ہوگیا تھا انتقال
اور کہا رو کر کہ ماں کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں میں
چھوڑکر بیکس خدا جانے کہاں رخصت ہوئی
تمسے ملجائے تو کہنا مجھکو بھی لیجائے ساتھ
کیسی بستی ہی وہ کیسے گھر ہیں کیسے لوگ ہیں
پیار کرتی منہ دُھلاتی کپڑے پہناتی تھی روز
کون چمکارے مجھے اب کون لے آغوش میں
اپنے سینہ سے کبھی اکدم نہ کرتی تھی جُدا
اب نہیں کرنیکا ضد اب کچھہ نہ مانگونگا کبھی
اب نہیں رونے کا رونیسے خفا ہے تو اگر

میرے پاس آیا نہیں ہے روتا روتا ایکدن
کھانا تک کھایا نہیں ہے صاف گذرا ایکدن
ہی بہت مشکل مجھے بے ماں کے جینا ایکدن
یا چلی آئے وہاں سے رہ کے دو یا ایکدن
تو نے تو جا کر وہاں خط بھی نہ لکھا ایکدن
یوں بھٹک کرتے کسی میں رہتا نہیں تھا ایکدن
خواب میں بھی تونے حال آکر نہ پوچھا ایکدن
اے تنہا بیکسی میں کیسے چھوڑا ایکدن
خستہ حالی پر مری آ رحم فرما ایکدن
اچھی اماں گود میں لیلے مجھے آ ایکدن

تجھکو بے میرے وہاں کٹتے ہیں کیسے روز و شب ‌ ‌ ‌ مجھکو بے تیرے یہاں ہے سو برس کا ایکدن

اے خدا ایسے یتیم بے نوا پر فضل کر
یہ دعا کی اور اکبر خوب رویا ایک دن

درد کیسا ہے اے خدا دلمیں ‌ ‌ ‌ اسکا انداز کھپ گیا دل میں
شکل انسان میں جلوہ گر ہو کر ‌ ‌ ‌ آپ نے گھر بنا لیا دل میں
اک نظر سے تری ہوا ساقی ‌ ‌ ‌ نشہ آنکھوں میں ذائقہ دل میں
دو مکاں آپ کے مقرر ہیں ‌ ‌ ‌ یا تو آنکھوں میں آؤ یا دل میں
یوں تو دیر و حرم میں ڈھونڈھ پھرے ‌ ‌ ‌ ہاں ملا ہے تو کچھ پتا دلمیں
آکے نظروں میں ہو گئے پنہان ‌ ‌ ‌ دل کا ارمان رہ گیا دل میں

دل جو بے چین ہو گیا اکبر
ہے کوئی شوخ دلربا دل میں

پردے اٹھا کے تو نے جلوے دکھا دیے ہیں ‌ ‌ ‌ انساں گرا دیے ہیں پتھر جلا دیے ہیں
اللہ رے یہ رحمت اللہ رے شفاعت ‌ ‌ ‌ یاں تو گناہ کئے ہیں واں بخشوا دیے ہیں
صل علی محمد ہیں بحر رحمت حق ‌ ‌ ‌ صحرا میں انگلیوں سے دریا بہا دیے ہیں
ہر امتی کے سر پہ خالق نے رحمتوں کے ‌ ‌ ‌ سہرے بندھا دیے ہیں دولھا بنا دیے ہیں
کانٹے کی بات یہ ہے میزاں ملا لو کے ‌ ‌ ‌ امت کی نیکیوں کے پلے جھکا دیے ہیں
محبوب کے نواسے یوں ہو شہید پیاسے ‌ ‌ ‌ کوثر کے جام لاکھوں جسنے لٹا دیے ہیں۔
امت کے خضر آؤ رستہ کوئی بتاؤ ‌ ‌ ‌ پھرتے ہیں بھولے بھٹکے پر خوف بادیے ہیں
اے پردہ پوش عصیاں ہو کیوں نہ تم پہ نازاں ‌ ‌ ‌ ہمنے گناہ کئے ہیں تم نے چھپا دیے ہیں
جو عاشق نبی ہیں تربت پہ ان کی روشن ‌ ‌ ‌ اللہ کی رحمتوں کے ہر ایک جا دیے ہیں
تکلیف کیجیے تو تشریف لائیے تو ‌ ‌ ‌ آنکھوں کے فرش رہ میں ہمنے بچھا دیے ہیں

عیبونکو دہونیوالے آنونکو رونے والے امت کے بخت خفتہ تونے جگا دیے ہیں

تیری عنایتوں کا اکبر سے شکر ہوگا
انعام تونے کیا کیا اُس کو خدا دیے ہیں

فیض دو جبقدر دیے جائیں
قدر انداز ناوک افگن بس
جو عطا ہیں وہ لیے جائیں گے
لطف ہے یوں شراب پینے کا
ہے تمہارے بغیر زندگی تلخ
یا نبی در پہ آئے ہیں عاصی

تم دیے جاؤ ہم لئے جائیں
تا کجا زخم دل سیئے جائیں
ہوں وہ کافر جو بے لئے جائیں
تم دیے جاؤ ہم پئے جائیں
تا کجا بے مزہ جیئے جائیں۔
اب تو یہ بخشوا دیے جائیں۔

یا الٰہی کرم ہو اکبر پر
یہ کہاں تک گنہ کئے جائیں

یہ پیار محبت کی رمزیں یا تم جانو یا ہم جانیں
یا تم سمجھو یا ہم سمجھیں یا تم جانو یا ہم جانیں
قاب قوسین او ادنے کا جھرمٹ مار کے یوں بولا
تم ہم سے ملو ہم تم سے ملیں یا تم جانو یا ہم جانیں
بندوں سے ہمارے کہدینا جیسا بونا ویسا لینا
جو دی جائیں وہ لے جائیں یا تم جانو یا ہم جانیں
تم نے ہم کو پہچان لیا ہم نے بھی تم کو جان لیا
اب یہ پردے بھی اُٹھ جائیں یا تم جانو یا ہم جانیں
جو دیکھنا تھا وہ دیکھ لیا جو سننا تھا وہ سُن ہی لیا
اب جو جانیں وہ پہچانیں یا تم جانو یا ہم جانیں

عرفان کی جانب خوب گئے بحرِ وحدت میں ڈوب گئے
کثرت میں تھی یہ سب باتیں یا تم جانو یا ہم جانیں
تحقیق جو قیل و قال ہوئی وہ سب مصداق حال ہوئی
کچھ تم کہدو کچھ ہم کہدیں یا تم جانو یا ہم جانیں

اکبر اب ہوش میں آجاؤ بس بس نہ زیادہ کھلواؤ
اسرارِ حقیقت کی باتیں یا تم جانو یا ہم جانیں

ہے ایک مکاں اور ایک مکیں تو اور نہیں میں اور نہیں
پھر کیوں نہ ہو دل میں صاف یقیں تو اور نہیں میں اور نہیں
جب صاف کا دل کا آئینہ کھل جاتی ہے چشم بینا۔
پھر حق حق کہتے ہیں حق بیں تو اور نہیں میں اور نہیں
نحن اقرب ہے کھلتا ہے تو مجھ سے ملتا جلتا ہے
پھر کیوں میں جاؤں اور کہیں تو اور نہیں میں اور نہیں
ممکن ہی نہیں ممکن ہی نہیں تو اور کہیں میں اور کہیں
ہے تو بھی یہیں ہوں میں بھی یہیں تو اور نہیں میں اور نہیں
اب چھپنے سے ہوتا ہے کیا پہچان لیا پہچان لیا
بس دھوکا نہ دے او پردہ نشیں تو اور نہیں میں اور نہیں

ہے وصل کی اکبر جب خوبی خود کہدے شانِ محبوبی
تو مجھسے قریں میں تجھ سے قریں تو اور نہیں میں اور نہیں

در شانِ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار

(کاکی چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

اسرارِ خفی ہیں تم پہ جلی یا حضرت خواجہ قطبُ الدین
روشن ہیں رازِ مصطوی یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو خدمت میں موجود ہوا اک آن میں وہ مسعود ہوا
ہر فرد و بشر کی نعمت دی یا حضرت خواجہ قطب الدین

ہے دُور بلا مقبولوں کی ہوتی ہیں سیریں پھولوں کی
گلزار ہے تم سے مہرولی یا حضرت خواجہ قطب الدین

تم نے بھر بھر پیمانہ سے توحید کے لنگر خانے سے
دی گنج شکر کو شیرینی یا حضرت خواجہ قطبُ الدین

مادر کے شکم میں یاد کئے پندرہ سیپارہ قرآں کے
صورت پہ قرباں جن و پری یا حضرت خواجہ قطب الدین

یہ عجز کہ تربت خام رہے پاؤں مدفن میں سمیٹ لئے
اُستاد کی یا تک عظمت کی یا حضرت خواجہ قطب الدین

قطبوں میں سب سے اول ہو خواجہ کے گورنر جنرل ہو
ہے لاٹ سے ثابت لفٹنٹی یا حضرت خواجہ قطب الدین

جو مقصد لے کر آتے ہیں وہ سب اس در سے پاتے ہیں
بدمست شرابی بھنڈاری یا حضرت خواجہ قطب الدین

کردو مجھ کو بھی بختاور کچھ کاک رحمت سے دیکر
یا بختیار کاکی اوشی یا حضرت خواجہ قطبُ الدّین

اپنا متوالا کر دیجئے خالی کیسا جاؤں بھر دیجئے
رحمت کے پھولوں سے جھولی یا حضرت خواجہ قطب الدین

اکبرؔ کے تم وارث ہو اکثر یہ سنا ہے تم نے ہو

کی وارثی ہر لاوارث کی یا حضرت خواجہ قطب الدین

آدمی جنکو بناتے ہیں خدا بنتے ہیں
آپ لاکھہ بنایا کریں کیا بنتے ہیں

درِ سلطاں کو فقیروں کو ملا کرتا ہے
ہم بھی اے شاہ تیرے در کے گدا بنتے ہیں

مانگ لینگے تجھے اللہ سے کعبہ جاکر
ہنستے اُٹھتے ہیں ہم دستِ دعا بنتے ہیں

اے تری شان کے قرباں تری قدرت کے نثار
کل کے ترشے ہوئے بت آج خدا بنتے ہیں

روح نکلی ہے یہ کہتی ہوئی طیبہ کی طرف
ہم تو اس باغ میں چلنے کو ہوا بنتے ہیں

اُن کو ہوجاتی ہے آسان حقیقت کی صراط
جنکے وہ ہادئ دیں راہ نما بنتے ہیں

سر پہ سہرا ہے شفاعت کا سرِ حشر برات
آج دُولہا شہ لولاک لما بنتے ہیں

آج معراج میں جاتے ہیں محمدؐ اکبر
وضو کرتے ہیں نہاتے ہیں بنا بنتے ہیں

کیا ملیں تجھسے ترے دلمیں وفا کچھ بھی نہیں
بیوفا تجھمیں جفاؤں کے سوا کچھ بھی نہیں

نہ تجھے چاہتے ظالم نہ یہ صدمے سہتے
ہے یہ اپنی غلطی تیری خطا کچھ بھی نہیں

نہیں ملتا تو نہ مل خیر تجھے دیکھ لیا
اگلے سے ناز وہ پہلی سی ادا کچھ بھی نہیں

نقد دل لیکے کس انداز سے کہتا ہے وہ شوخ
اور بھی کچھ ہے گرہ میں تیری یا کچھ بھی نہیں

مینے اُس شوخ سے پوچھا کہ بھلا یہ کیا ہے
اُبھرا اُبھرا تیرے محرم میں کہا کچھ بھی نہیں

ایک ہم ہیں کہ اُٹھاتے ہیں جفائیں تیری
ایک تو ہے کہ تجھے پاسِ وفا کچھ بھی نہیں

بیخطا سینکڑوں کو ذبح کئے دیتے ہو۔
کچھ خدا کا بھی تجھے خوف ہے یا کچھ بھی نہیں

اُٹھ گئے عشق کی منزل سے ہزاروں جانباز
ہائے اس درد کی دنیا میں دوا کچھ بھی نہیں

اب بھی پوچھا تو عنایت ہے کرم ہے اُن کا
نام ہی نام ہے اکبر میں رہا کچھ بھی نہیں

ردیف و

حشر کا فتنۂ خوابیدہ جگاتے کیوں ہو
نالہ ہائے شب غم شور مچاتے کیوں ہو

خاک پر لوٹتا ہے ترچھی نگاہ کا بسمل
ناز کا پاس نزاکت بھی رہے حضرت عشق
زلف مشکیں کا کوئی بال نہ بیکا ہو جائے
پیسکر سر کیا آپکی شوخی نے ہمیں
وصل میں ہو چکے بے پردہ یہ پردہ کیسا

پھیر دو تیغ نظر آنکھہ چراتے کیوں ہو
کھینچکر دلسے تم آغوش میں آتے کیوں ہو
دل بیتاب کو پھندے میں پھنساتے کیوں ہو
دو جگہ آنکھہ میں اب آنکھہ چراتے کیوں ہو
اسکو منہ دیکھہ لیا آنکھہ دکھاتے کیوں ہو

ہم جو کہتے تھے نہ گذریگی بغیر اکبر کے
تم تو ناراض تھے پھر اسکو بلاتے کیوں ہو

چلے کعبے کو یا کوئے بتاں کو
سراپا آتشیں پیکر بنا دل
پھر امڈا اشک کا طوفاں خطر ہے
ہزاروں اسمیں دل الجھے پڑے ہیں
بہت دشوار ہے راہ حقیقت
مزے دیتے ہی کیا دشنام شیریں
لو اب صبر سکوں کے بھی لگے پر

کہاں کو حضرت اکبر کہاں کو
چھپاؤں اب کہاں سوز نہاں کو
نہ لے ڈوبے زمین و آسماں کو
نہ سلجھا گیسوئے عنبر فشاں کو
سمند فکر کو آہستہ ہاں کو
ہمارے دل کو اور تیری زباں کو
سنا جاتے جو اس آرام جاں کو

ہوا ہے دامن صبر و سکوں چاک
بایں خود رفتگی اکبر کہاں کو

دیکھہ آمد خزاں کو قیام بہار کو
اے گل نہ پوچھہ حال دل داغدار کو
تجھسے بھی شوخ ہیں تیری وعدہ خلافیاں
جاتے ہی تیرے آگئی اندوہ و غم کی فوج
جو اس ملائے درد جدائی سے دے نجات

عبرت کی جا ہے چشم دل ہوشیار کو
باد خزاں نے لوٹ لیا ہے بہار کو
یاں بے قرار ہو گئے قول و قرار کو
دل کسطرح سنبھالے اکیلا ہزار کو
لاؤں کہاں سے ہائے میں اس غمگسار کو

بے چین کر گئے ہمیں بے چین کر گئے
تم ساتھ ساتھ لیگئے صبر و قرار کو

ناراض ہو تو صاف یہ کہدو کہ میں ابھی
دیدوں جواب زندگیِ مستعار کو

امید ہے کہ پھر بھی وہ تشریف لائینگے
کر منتشر صبا نہ ہمارے غبار کو

پھیلا ہوا ہے ابرِ کرم روزگار پر
سمجھے ہو دور رحمتِ پروردگار کو

بے التفاتیوں کی قسم تجھکو بدمزاج
کرنا نہ جمع خاطرِ پر انتشار کو

دلمیں بٹھالیا ترا دردِ مفارقت
آنکھونمیں رکھ لیا ہے ترے انتظار کو

گن گن کے اُن کے بوسے لو اکبر اٹھا رکھو
بالائے طاقِ دہشتِ روزِ شمار کو

سرِ بامِ عدو کیوں لیکے شانہ جلوہ آرا ہو
ستم ہے گر کسی ناشاد کی گردن پر آرا ہو

ترا اشنان کو طفلِ برہمن گر ارادہ ہو
مری اک آنکھ گنگا ہو مری اک آنکھ جمنا ہو

نہو یصلیٰ سعیرا ہاں مگر کاساً دہاقا ہو
جزائے مے جزاک اللہ فی الدارین خیرا ہو

ادہر سے نذر دل ہو جان ہو سر ہو کلیجا ہو
ادہر سے تیر ہو شمشیر ہو خنجر ہو بھالا ہو

ترا کشتہ نہ زندہ ہو ترا خستہ نہ اچھا ہو
اطبا کسکی دارو ہیں اگر نازل مسیحا ہو

مرے اشکونسے دریاؤنکو ایسی لغزشِ پا ہو
کہ آنکھونسے دوآبہ میں پھر گنگا ہو جمنا ہو

نقابِ رخ الٹکر چھوڑ دو اک تیرِ مژگاں کا
اگر منظور مرغِ نیم بسمل کا تماشا ہو

میں حیرت سے تکے جاؤں صنم کبتک تیری صورت
جو غنچہ ہے شگفتہ ہو اگر گل ہے تو گویا ہو

سنورنا ہے غضب ہے پھر بگڑینگے خون ہزاروں کے
سنورتے ہی سنورتے وہ بگڑ جائیں تو اچھا ہو

دلِ مضطر سے گھبرا کر وہ پھر آنکھوں نہیں آتے ہیں
الٰہی خاطرِ نازک کو یہ منظر پذیرا ہو

نہ ہنس اے زخم خوفِ ضربِ منقارِ عنادل ہے
مبادا طائرانِ باغ کو گلشن کا دھوکا ہو

پری کہتے ہیں جن جسکو فرشتے حور لوگ انساں
مجھے ڈر ہے کہیں میدانِ محشر میں نہ جھگڑا ہو

بہم سرگرمیاں ہیں گرمیِ خونِ محبت سے
ہماری نعش ٹھنڈی ہو تو خنجر اُن کا ٹھنڈا ہو

جو پردہ ڈالدیں در پر تو یاں آجائے آنکھوں پر
اگر پردہ کو وہ اُلٹیں نصیبا اپنا سیدہا ہو

ہمارے نام سے نام جنون قیس مٹ جائے
ہمارے داغ دلسے داغ لالہ صورت لا ہو

یہ طرز خامشی اور مجھسے مشتاق تکلم ہے
خدارا اے صنم ہنس بول تیرا ول بالا ہو

دل پر داغ میں ہو خاک مسکن ایسے نازک کا
کہ جسکا جنبش باد نفس سے رنگ میلا ہو

تماشا دیکھئے چشمان مشتاق تماشا کا
جو تمنے تیلیوں کا رقص محفل میں نہ دیکھا ہو

سر مقتل نہ کیوں تڑپے مزے لیلے کے وہ جس کے
رگ گردن کو آب خنجر قاتل کا چسکا ہو

یہ ہر دم آپکی تصویر سے ہے گفتگو میری
لپٹ جاؤ کھڑے ہو چکے بیٹھے دیکھتے کیا ہو

مجھے دیں گالیاں وہ چاٹتا رہجاؤں ہونٹ اپنے
لب شیریں کی شیرینی جواب تلخ میرا ہو

یہ نخوت اور ہمسے خاکساروں کو بت کافر
خودی کو چھوڑ دے اتنا نہ خود آرا خدارا ہو

سنو انصاف اکبر واعظو جھگڑا نہیں اچھا
یہاں پریونکو ہم چاہیں وہاں حورونکو تم چاہو

ڈرتے ڈرتے عرض کی اے شوخ ہرجائی نہ ہو
کھینچکر خنجر کہا شامت تیری آئی نہ ہو

ذبح کر لیکن جہاں کوئی تماشائی نہ ہو
تیری بدنامی نہ ہو اور میری رسوائی نہ ہو

اڑ گیا بو کی طرح وہ حسن جسپر ناز تھا
کیا کرے اُس گل کو کوئی جسمیں رعنائی نہ ہو

مجھکو خودبینی سے نفرت تجھکو خودبینی سے شوق
آئینہ عاشق ترا تو عاشق آئینہ ہو

روح حور خلد کو ہے کسکی قالب کی تلاش
اس سراپا ناز نے تصویر کھنچوائی نہ ہو

آبروئے حسن کھو دیتا ہے خط گرد لب
چشمہ کوثر ہے وہ جس پر جمی کائی نہ ہو

خواب سے اُٹھ اُٹھکے کیوں آتی ہے مخلوق خدا
حشر میں تیری محبت کھینچکر لائی نہ ہو

دیکھہ لے گر رنگ تیرا گر سنے تیرا سخن
گل میں رعنائی نہ ہو بلبل میں گویائی نہ ہو

میں تیری دیکھوں تو میری صورت کو دیکھہ
میں تیرا آئینہ ہوں اور تو مرا آئینہ ہو

آتا ہوں کہہ کر ہوا غائب تمنا ہی رہی
اسکا وعدہ صیغۂ ماضی تمنائی نہ ہو

کیسی رسوائی کرو اس بت پہ آکبر جاں فدا
ہے وہی عاشق کہ جس کو خوف رسوائی نہ ہو

ایک شب میں جانب گور غریباں چل دیا
دلمیں یہ ڈر تھا کہیں کوئی تماشائی نہ ہو

ایک دشت لق و دق صوت کش لاہوت تھا
جیسے انساں کی کبھی یاں گام فرسائی نہ ہو

اور ہوا ظاہر سویدا ے شب دیجور سے
یہ کسی کا دود آہ شام تنہائی نہ ہو

دیکھ کر قبروں کو سوچا یہ کسی ناشاد سے
حسرت و اندوہ کی تصویر کھنچوائی نہ ہو

اور وہاں ہر سو چراغ گور روشن دیکھ کر
دلمیں حیرت تھی کہ کوئی صحرائی نہ ہو

الغرض اس دشت کا سنسان عالم دیکھکر
رہگیا خاموش جیسے تاب گویائی نہ ہو

بیکسی کہتی تھی ظالم دیکھکر رکھنا قدم
یاں کسی حسرت زدہ کی لاش دفنائی نہ ہو

اسکے پردہ میں سکندر کی نہ ہو مٹی خراب
اسمیں پوشیدہ کہیں دارا کی دانائی نہ ہو

جوش اشک غم ہوا ایسا کہ ہچکی بندھ گئی
قلب مضطر سے کبھی صبر و شکیبائی نہ ہو

گر پڑا بیہوش ہو کر کھینچ کر اک آہ سرد
مر چکا تھا زندگی سے گر مسیحائی نہ ہو

زیست نے پھر لیلے آغوش محبت میں کہا
ہوش میں آ ہوش میں آ دیکھ سودائی نہ ہو

شعر یہ پڑھتا ہوا اکبر چلا سوئے مکان
ضبط غم وہ کیا کرے جسمیں توانائی نہ ہو

ہائے ایسے نازنیں یوں پائمال خاک ہوں
نیند جنکو خواب مخمل پر کبھی آئی نہ ہو

خاک کے پتلو نہ توڑے ہیں انہیں وہ تو نے ظلم
یہ زمیں یارب نہ ہو یہ چرخ مینائی نہ ہو

عرش پہ تم ہو فرش پہ تم ہر شے میں بسیا تم ہی تو ہو
لاوارث کے ہو وارث تم دکھہ درد سنیا تم ہی تو ہو
بلبل میں تم جا کر چہکے اور پھول میں بو بن کر مہکے
ہر ہر ہر ہر ڈے کی صدائیں شام پپیا تم ہی تو ہو

سولی دی منصور کو تم نے سرمد کا سر اڑوایا
فاعبدنی انسان میں بولا رنگ رنگیا تم ہی تو ہو
یونس کو ماہی سے نکالا آتش کو گلزار کیا۔
یوسف کے چاہ کنعاں میں دہیر بندہیا تم ہی تو ہو
تمہیں نے اژدر کو مارا ہے تمہیں نے خیبر کو الٹا
شیروں سے سلماں کو بچایا ایسے سپیا تم ہی تو ہو
چاند کے دو ٹکڑے کر ڈالے سورج کو الٹا پھیرا
بچھڑے تھے آدم حوّا سے اُن کے ملیّا تم ہی تو ہو
کلمہ پڑھایا کنکریوں کو موم بنایا پتھر کو
ڈوب چکی تھی نوح کی نیّا اُس کے تریّا تم ہی تو ہو

جلدی آؤ مدد کو وارث نیّا ڈوبی جاتی ہے
تم بن کس سے کہے یہ اکبر اسکے کھوّیا تم ہی تو ہو

جسکے تم دلبر ہو جس دلمیں تمہاری یاد ہو
وہ ہمیشہ خاک چھانے وہ سدا برباد ہو

کر کے زخمی چل دیا وہ میں یہ کہتا رہگیا
اور بھی اک وار مجھپر او ستم ایجاد ہو

مصحف رخسار جاناں یاد رکھنا چاہیئے
حافظ قرآں وہی ہے جسکو قرآں یاد ہو

سیر کرنے دے چمن کی ہے یہ ایام بہار
ہم اسیروں کی رہائی اب تو اے صیاد ہو

رہزن ایمان تو جلوہ دکھا جائے اگر
بت بچیں مسجد میں مندر میں خدا کی یاد ہو

حور کا دل چھینتے ہو جنکی لے اڑتے ہو جاں
پر کترتے ہو پری کے اور آدم زاد ہو

ہم کریں مشق محبت تم کرو مشق ستم
حرف جسکے خوبصورت ہوں اسی پر صاد ہو

پڑھتے رہتے ہیں تمہارا ہی سبق یہ اور تم
عاشقونکو بھول جاتے ہو یہ کیسے استاد ہو

قتل ہونے پر ہیں راضی ہم مگر یہ شرط ہے
تیرے ہاتھوں سے گلے پر خنجر فولاد ہو

جو تمہاری بات ہے وہ ہے زمانے سے جُدا	شوخیاں ایجاد کرتے ہو بڑے استاد ہو

کھینچکر تلوار اکبرؔ پر چلے ہو بے دریغ
بے گنہ کو قتل کرتے ہو بڑے جلاد ہو

جہاں کی ہے نظر تم پر وہ محبوب جہاں تم ہو
محبت سے تصور میں جہاں دیکھا وہاں تم ہو
گذاری عمر ہم نے جستجو میں آپ کی لیکن
رہے ہم سے الگ کیسے ہمارے مہرباں تم ہو
تمہارے حُسن کی توصیف ہم سے ہو نہیں سکتی
اڑا لیتے ہو دل باتوں میں ایسے دلستاں تم ہو
نظر آتے نہیں جب ڈہونڈتے ہیں ہم کہیں تم کو
رہا کرتے ہو دِل میں آنکھوں سے نہاں تم ہو
اگر ملنے کو کہتا ہوں تو کہتے ہو نہیں ملتے
لباس حسن میں مغرُور ایسے میری جاں تم ہو
رہے گی بعد مردن بھی تمہاری آرزو دِل میں
یہ رُوح پاک پہنچے وہیں پیارے جہاں تم ہو
یہ حسرت ہے تمہاری یاد میں یہ زندگی گذرے
اگر آنکھوں سے پنہاں ہو تو پھر دل میں عیاں تم ہو
نہیں اس زندگی کا کچھ بھروسا آؤ مل جاؤ
لیا تھا دل تو پہلو سے جدا کیوں جانِ جاں تم ہو

جہاں میں جبتک اے اکبرؔ ہوں عشق و حسن کے چرچے
تمہارے قدرداں ہم ہوں ہمارے قدرداں تم ہو

مبارکباد معراج

جشن معراج کا مبارک ہو
وصل ذاتِ خدا مبارک ہو

آپ کے واسطے شب معراج
عرش خلوت سرا مبارک ہو

تم کو ماہِ رجب کی ستائیس
اے حبیبِ خدا مبارک ہو

لیلۃ القدر کی تجلے سے
رات کا دن ہوا مبارک ہو

ہر طرف ہیں درود کے تحفے
شور صلِّ علیٰ مبارک ہو

وعدہ بخشش گنہ گاراں
حق نے تم سے کیا مبارک ہو

حق سے راز و نیاز کی خلوت
خاتم الانبیا مبارک ہو

حور و غلماں نے خلد میں شہ سے
سر جھکا کر کہا مبارک ہو

بزم قوسین میں رسائی آج
تم کو شاہِ دو سرا مبارک ہو

آسمانوں میں عرش پر اکبر
ہر طرف شور تھا مبارک ہو

قصیدہ در شان سیدنا و مولانا حضرت شاہ محی الدین احمد صاحب سلمہ اللہ سجادہ بارگاہِ حضرت مولٰنا نیاز

جلوۂ حسن احد کے رونما تم ہی تو ہو
کن سے پہلے راز کے پردہ کشا تم ہی ہو تو

ابتدائے ہستی ارض و سما تم ہی تو ہو
انتہائے انبیا و اولیا تم ہی تو ہو

شہر یارِ ہر دو عالم شہسوارِ لامکاں
کنت کنزاً مخفیاً کے مقتضا تم ہی تو ہو

فخر دنیا فخر دیں فخر ازل فخر ابد
افتخار ابتدا و انتہا تم ہی تو ہو

آج والیل اذا یغشیٰ کے معنے کھل گئے
کالی کالی زلف والے مصطفےٰ تم ہی تو ہو

بلبلیں ہیں یوں زبان حال سے سرگرم قال
نکہت نیرنگ گلزار بقا تم ہی تو ہو

مرحبا اللہ اکبر آپ کا راز و نیاز
شکل صورت سے عیاں ہی حق نما تم ہی تو ہو

تم جو آنکھوں میں بسے آنکھوں کی آنکھیں کھلگئیں
چشم بد دور ایسی آنکھوں کی ضیا تم ہی تو ہو

بتکدہ میں بت برہمن دیر میں مسجد میں شیخ
طور پر موسیٰ عرب میں مصطفےٰ تم ہی تو ہو

پردہ انساں میں آ کر کیئے کیا کیا کمال
کھلگیا تم ہی تو تھے ثابت ہوا تم ہی تو ہو

چاند کے دو شق کئے تھے واں نبی کے روپ میں
آج روشن ہوگیا وہ مہ لقا تم ہی تو ہو

کون خالی ہاتھ اس دربار سے جائے کہ جب
فیض بخش کائنات دوسرا تم ہی تو ہو

صدقہ اس دریا دلی کا کچھ تو اکبر کو ملے
ساقی خمخانہ انی انا تم ہی تو ہو ؂

ردیف ہائے

قصیدہ در شان عارف باللہ حقیقت آگاہ حضرت حاجی محمد شیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

چشمہ جود و سخا حاجی محمد شیر شاہ
معدن لطف و عطا حاجی محمد شیر شاہ

آپ کا نام مبارک باعث تسکین دل
دافع رنج و بلا حاجی محمد شیر شاہ

ہادی دین محمد رہبر کل کائنات
شیر حق شیر خدا حاجی محمد شیر شاہ

اک نگاہ فیض سے سارے لطیفے کھل گئے
آپ سے جو آملا حاجی محمد شیر شاہ

آپ سے ہندوستاں خوب روشن ہوگیا
قادریہ سلسلہ حاجی محمد شیر شاہ

حاجی صاحب مصنف کے علاقات و باہمی در وقت پیش کرنے قصیدہ ہذا ہمراہ تھے اور حضرت ممدوح کے والد صاحب سے بیعت ہیں ۱۲

بعد احمد تم مجدد ہو گئے اس رنگ کا
تم سے نقشہ جم گیا حاجی محمد شیر شاہ

دور سے لائے ہیں حسرت تشنہ کام جام عشق
ایک ساغر ہو عطا حاجی محمد شیر شاہ

ایسے پلوا دو کہ پیتے ہی پیاسے ہو وصال
نام ہوگا آپ کا حاجی محمد شیر شاہ

جب تصور کی نظر سے ہم نے دیکھا جا بسو
تم کو پایا جا بجا حاجی محمد شیر شاہ

ق

حضرتِ یحییٰ کو تم نے معرفت کا آئینہ
اک نظر میں دیدیا حاجی محمد شیر شاہ

ہر دو عالم کا تماشا جسمیں دیکھا صاف صاف
مرحبا فیض آپ کا حاجی محمد شیر شاہ

سرخرو ہو کر چلینگے آج پیلی بھیت سے
دیکھئے دیتے ہیں کیا حاجی محمد شیر شاہ

آکے خالی جائے اکبر اور اس دربار سے
واہ یہ ممکن ہے کیا حاجی محمد شیر شاہ

درشانِ سراپا فیضان حضرت شیخ کلیم اللہ شاہ جہان آبادی رحمۃ اللہ علیہ

تاج شاہِ شہاں کلیم اللہ
اکمل الکملاں کلیم اللہ

تم سے آباد ہے جہاں آباد
بادشاہِ جہاں کلیم اللہ

ہے عصا آپ کا نظام الدین
آپ باعز و شاں کلیم اللہ

ہر کلام آپ کا قبول کمال
کامل کاملاں کلیم اللہ

باعثِ فخر خواجۂ یحییٰ
رہبر انس و جاں کلیم اللہ

اس پہ اللہ کا نبیؐ کا کرم
جس پہ ہوں مہرباں کلیم اللہ

ہونگا تیرے مزار پر قربان
آپڑا ہوں یہاں کلیم اللہ

سلہ ڈاکٹر محمد یحییٰ صاحب خلیفہ صاحب ممدوح رحمۃ اللہ علیہ ۱۲
سلہ قصیدہ ہذا سن کر اس شعر پر دو سرخ سیب عطا فرمائے تھے اور وہ سیب سبحان اللہ حضرت ۱۲

ہو ولی سرپرست میرے تم	پھر میں جاؤں کہاں کلیم اللہ

تم پہ ظاہر ہے خواہش اکبر
پوری ہو جاوے ہاں کلیم اللہ

ابتدا لا الہ الا اللہ	انتہا لا الہ الا اللہ
خلد میں ہر شجر کے پتوں پر	ہے لکھا لا الہ الا اللہ
ہو گیا قلب آئینہ جس نے	پڑھ لیا لا الہ الا اللہ
تھا وہ مقبول بارگاہ جسے	ورد تھا لا الہ الا اللہ
مرض معصیت کے بیمارو	لو دوا لا الہ الا اللہ
پشت پر مہر مہر میں تحریر	خوشنما لا الہ الا اللہ
نزع میں قبر میں زبان پر ہو	اے خدا لا الہ الا اللہ
ہیں محمد رسول حق بر حق	مشغلہ لا الہ الا اللہ
دیکھ پھر دل میں نور کا عالم	کہہ ذرا لا الہ الا اللہ
دیکھا حضرت نے آسمانوں پر	جا بجا لا الہ الا اللہ
خاتم حضرت سلیمانؑ پر	نقش تھا لا الہ الا اللہ
عرش و کرسی پہ نور کے خط سے	لکھدیا لا الہ الا اللہ

گر طلب ہے بہشت کی اکبر
پڑھ سدا لا الہ الا اللہ

مکھڑے پر وہ گیسو کالے سبحان اللہ سبحان اللہ
ہیں ایک چاند پر دو ہالے سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے معجزہ روشن مدنی شہ تھے انگشت شہادت سے
ایک ماہ کے دو شق کر ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ

معراج کی شب خالق نے کہا اے ماہ عرب شاہ بطحےٰ
آجا امت کو بخشا لے سبحان اللہ سبحان اللہ
اک جوش میں آکر رحمت کے عصیاں تھی جتنے امت کے
دفتر کے دفتر دھوڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ
حضرت نے اس امت کیلئے دکھہ درد اُٹھائے رنج سہے
قربان نواسے کر ڈالے سبحان اللہ سبحان اللہ
یہ صل علیٰ سب عمر تری اللہ اللہ کرتے گذری
اللہ اللہ اللہ والے سبحان اللہ سبحان اللہ
قربان ترے اندازوں کے صدقے ان رازنیازوں کے
او شہ بالے کملی والے سبحان اللہ سبحان اللہ
جو اُلجھا وہ سلجھا ہی نہیں اس پھندے سے نکلا ہی نہیں
ہیں جال بال گھونگروالے سبحان اللہ سبحان اللہ

لب پر ہے اکبر اللہ ہو کیا جھومتے پھرتے ہیں ہر سُو
وارث کی مے کے متوالے سبحان اللہ سبحان اللہ

ہم کیوں نہ کہیں شہ جن و ملک سبحان اللہ سبحان اللہ
ہے آپ کی ہر غنچے میں مہک سبحان اللہ سبحان اللہ
لولاک کا سر پر تاج دھرا والشمس کا غازہ رُخ پہ ملا
خوشبو ہے جس کی محشر تک سبحان اللہ سبحان اللہ
او بلبل گل کی متوالی کیا پھرتی ہے ڈالی ڈالی
آتو ہمارے ساتھہ چہک سبحان اللہ سبحان اللہ
قمری کے لب پر حمد خدا بلبل کی زبان پر صل علیٰ

کہتے ہیں غنچے چٹک چٹک سبحان اللہ سبحان اللہ

جنت میں گئے جو حق کے نبی دیکھی جو ادا پیاری پیاری
بے ساختہ بولے حور و ملک سبحان اللہ سبحان اللہ

قرباں اس نور کی صورت کے صدقے اس چاند سی طلعت کے
اللہ اللہ اللہ معک سبحان اللہ سبحان اللہ

وحدت نے کھولدیا گھونگٹ شاہد نے کہا آجا جھٹ پٹ
مازاغ کی اب لے لے عینک سبحان اللہ سبحان اللہ

بے رنگی بولی رنگ میں آ میری آغوش تنگ میں آ
لے اُٹھ گیا پردۂ وہم و شک سبحان اللہ سبحان اللہ

جو منہ سے بات نکلتی ہے اس بات میں بات نکلتی ہے
سچ سچ حق حق بیشک بیشک سبحان اللہ سبحان اللہ

اکبر تو لکھ طوطی تو پڑھ قمری تو گا صلصل تو سنا
اے گل تو مہک بلبل تو چہک سبحان اللہ سبحان اللہ

ساقی ہے مراد شاہ زمن سبحان اللہ سبحان اللہ
کیا خوب کھلا ہے دل کا چمن سبحان اللہ سبحان اللہ

جلوے سی نرے ہے کب خالی پھل پھول کلی پتہ ڈالی
ہے رنگ ترا گلشن گلشن سبحان اللہ سبحان اللہ

نزدیک ہیں یہ یا دور ہیں یہ ہر وقت نشے میں چور ہیں یہ
مستوں کی ہے ساقی سے لگن سبحان اللہ سبحان اللہ

گر دل میں چشم بینا ہو بت خانہ ہو یا کعبہ ہو
گھر گھر میں ہیں اس کے درشن سبحان اللہ سبحان اللہ

لہ وما زاغ البصر وما طغیٰ ۱۲

وَھُوَ مَعَکُم کی پکار آئی اَحَدٌ مِّنکُم کی بہار آئی
وَاَنَا بَشَرٌ کی اُٹھی چل من سبحان اللہ سبحان اللہ

کیوں دہوم نہ میری ہو ہر سُو آنکھوں میں لبا دیتی ہے تو
فِیٓ اَنفُسِکُم کا یہ جوبن سبحان اللہ سبحان اللہ

جب ذات کیساتھہ صفات ہوئی وحدت کثرت کی برات ہوئی
ہیں آپ ہی دولہا آپ دولہن سبحان اللہ سبحان اللہ

وہ پچھلی باتیں دور کرو آگے آنا منظور کرو۔
اب مجھہ میں دیکھو اپنی پھبن سبحان اللہ سبحان اللہ

جس وقت گرو نے دی دارو ہر رونگٹا بولا اللہ ہو
انحد سے رنگ دیا تن من سبحان اللہ سبحان اللہ

بہروپ پھروں ڈیرے جاؤں یہ سب کی زباں سے کہلاؤں
وہ آئی وارث کی جوگن سبحان اللہ سبحان اللہ

آباد رہے یہ میخانہ اکبر کو پلا دو پیمانہ
ہو مرتے دم تک یہ ہی سخن سبحان اللہ سبحان اللہ

ھٰذَا مِنْ اَسْمَآءِ الْحُسْنٰی سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ
سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ اَعْلٰی سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ

حَیُّ الْقَیُّوْمُ قَوِیٌّ قَادِرٌ ظَاھِرٌ بَاطِنٌ اَوَّل آخِر
وَارِثٌ وَالِیٌ اَعْلٰی اَوْلٰی سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ

حَقٌّ مَلِکٌ مُنْعِمٌ مُغْنِیْ اَحَدٌ صَمَدٌ نُوْرٌ مُعْطِیْ
سُبْحَانَکَ یَا رَبَّ الْاَعْلٰی سُبْحَانَ اللہ سُبْحَانَ اللہ

لَوْ کَانَ تَمَنَّاءِ الْجَنَّتَ فِیْ کُلِّ بَلَاءٍ وَالْعُسْرَتْ

یَا اَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِقْرَأْ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ

فِی کُلِّ زَمَانٍ قل اکبر ثُمَّ اُنْظُرْ فِی القلب المضطر
اَلْحَق بِنَجَاتِكَ فِی هٰذَا سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ

تیری دو جہان کو ہے جستجو تیری شان جل جلالہٗ
ہے یہاں بھی تو ہے وہاں بھی تو تیری شان جل جلالہ

ترا ذکر کرتی ہیں قمریں تری یاد کرتی ہیں بلبلیں
ہے چمن میں زمزمہ چار سو تیری شان جل جلالہٗ

تیرے حکم سے جو ہوا چلی تو چٹک کے بولی کلی کلی
ہے کریم تو ہے رحیم تو تری شان جل جلالہ

ہے تجھی سے تیری طلب مجھے تیری ذات پاک ہے شرک سے
ہے تجھی سے تیری اب آرزو تیری شان جل جلالہ

ہے سیاہ نامہ ورق ورق اسی شرم سی ہوں عرق عرق
کس منہ سے ہوں تیرے روبرو تیری شان جل جلالہ

ہوا کفر و شرک جو زور پر تو کیا زمانہ میں جلوہ گر
شہ دیں محمدؐ نیک خو تیری شان جل جلالہ

گرے قطرے ابر سے خاک پر تو یہ سبزہ بولا اٹھا کے سر
دیا غیب سے مجھے آب جو تیری شان جل جلالہٗ

جو جزا کے روز تو تخت پر بڑے کر و فر سے ہو جلوہ گر
کہے اکبر اس گھڑی دو بدو تیری شان جل جلالہٗ

تجھے ڈھونڈتا تھا میں چار سو تیری شان جل جلالہٗ
تو ملا قریب رگِ گلو تیری شان جل جلالہٗ

تیرا جلوہ دونو جہاں میں ہے تیرا نور کون و مکاں میں ہے
یہاں تو ہی تو وہاں تو ہی تو تیری شان جل جلالہٗ
تیری یاد میں ہے کلی کلی ہے چمن میں ذکرِ ہو العلی
تو بسا ہے پھول میں ہو بہو تیری شان جل جلالہٗ
تیری جستجو میں ہے فاختہ کہ کہاں تو جلوہ دکھائیگا
اسے ورد کو کو ہے کو بکو تیری شان جل جلالہٗ
تیرا ڈالی ڈالی پہ وصف ہے تیرا پتہ پتہ پہ حمد ہے
تیرا غنچے غنچے میں رنگ و بو تیری شان جل جلالہٗ
جو سنا الستُ بربکمُ تو پیا شراب بلیٰ کہ خم
اُسی وقت سے ہے یہ گفتگو تیری شان جل جلالہٗ
تیرا رنگ لعل و گہر میں ہے تیرا نور شمس و قمر میں ہے
تیری ذات عمّ نوالہ تیری شان جل جلالہٗ
ہوا فعل بد سے تباہ میں ہوا غرق بحر گناہ میں
تیرے ہاتھ میں میری آبرو تیری شان جل جلالہٗ

ہے دعائے اکبر ناتواں نہ تھمے قلم نہ رکے زباں
میں لکھوں پڑھوں یہی باوضو تیری شان جلّ جلالہٗ

ردیف یائے

مژہ کے ابرو کی کماں سے
مجھے بل ملکے دونوں پیتے ہیں
الٰہی کیا تماشا ہے عدم میں

انھیں لڑتا ہر اک پیر و جواں سے
زمیں رکھتی ہے سازش آسماں سے
کہ سب اٹھ اٹھ کے جاتے ہیں یہاں سے

نظر آئی تجلی کس حسیں کی
گری جو برق جل کر آسماں سے

ہے گیسو کے لئے یہ حکم اُن کا
کلیجے کو مسو سے دلکو پھانسے

یہ میرا درد دل کہتا ہے مجھہ سے
چلو اُٹھو بس اب تم بھی یہاں سے

بہاریں لوٹ لینے دے جہاں کی
کوئی کہدے مری عمر رواں سے

نہ ہم ہونگے نہ تم ہونگے کسی دن
زمیں کہتی ہے روکر آسماں سے

جو میرا نام اکبر ہے تو اے چرخ
گرا دونگا تجھے آہ فغاں سے

لگا لے سر وہ ٹکر آستاں سے
وہ گھبرا کر نکل آئیں مکاں سے

یہ کہدینا تم اپنے پاسباں سے
لڑا کرتے نہیں ہیں میہماں سے

زمانے میں نہیں دلشاد کوئی
جسے دیکھو ہے شاکی آسماں سے

دل پر داغ میرا لیکے بولے
یہ گلدستہ اُٹھا لایا کہاں سے

گیا ہے ساتھہ ساتھہ اُنکے میرا دل
منا لائیگا پھر اُن کو وہاں سے

منا لے جذبۂ الفت منا لے
چلے وہ رُوٹھکر میرے مکاں سے

پس مردن بھی گر تم نے پکارا
چلا آؤنگا شہر خامشاں سے

محمد مصطفےٰ آئے زمیں پر
زمیں اب بڑہگئی ہے آسماں سے

ڈرے گھبرا گئے سہمے بہت وہ
مرے نالوں سے شیون سے فغاں سے

نہ دو گالی عدو کو میرے ہوتے
نہ لو چٹکی کلیجے میں زباں سے

تھے ہنسنے کھیلنے کے دن تمہارے
یہ باتیں آ گئیں تم میں کہاں سے

ق

گیا میں شور کرتا اُن کے در تک
کہ میں بھی ہوں گروہ عاشقاں سے

یہ فرمایا سنا جب شور میرا
کلیجہ دکھ گیا تیری فغاں سے

ترا کیا نام ہے اور کون ہے تو
کہاں جاتا ہے آیا ہے کہاں سے

تھی تیرے دشمنوں پر کیا مصیبت | کہ بچھڑا ہے گروہ دوستاں سے
کہا ہنسنے کہ آیا ہوں میں سن کر | تمہارے حسن کا شہرہ جہاں سے
کرونگا رات دن خدمت تمہاری | گھسونگا سر تمہارے آستاں سے

وہ اکبر ہوں کہ ہر کوچے میں سن لو
مری غزلیں حسینوں کی زباں سے

سر مقتل جو لیکر تیغ وہ قاتل نکلتا ہے | کسی کا خون ہوتا ہے کوئی گھائل نکلتا ہے
کہاں جاتے ہو بالیں سے چلے جانا ذرا ٹھیرو | کہ دم کیسا تھہ ارمان دل بسمل نکلتا ہے
جھکے غم کی گھٹا جانیسے تیرے اشک جاری ہیں | کہاں تو ایسے مینہ میں اے مہ کامل نکلتا ہے
چمن میں تو سمن میں تو دہن میں تو سخن میں تو | کہیں آسان ہوتا ہے کہیں مشکل نکلتا ہے
کوئی ان چاہنے والوں کی آخر انتہا بھی ہے | جسے دیکھو تمہارے حسن پر مائل نکلتا ہے
ستم کو چھوڑ بد اچھا برا بدنام دنیا میں | جفا کیسا تھہ تیرا نام اے قاتل نکلتا ہے
میری حسرت نہ رہ جائے میرا ارماں نہ رکجائے | قمر ہٹ بام پر میرا مہ کامل نکلتا ہے
میں ڈرجاتا ہوں گویا وصل کی شب دن نکل آیا | جو برقع سے سنور کر وہ مہ کامل نکلتا ہے
یہ مانا دلمیں رہتا ہے بوقت جستجو لیکن | پرے تو عرش سے بھی سینکڑوں منزل نکلتا ہے
کہاں ہے تو کہیں تو نہاں ہے تو نہیں ہے تو | جدا ہر رنگ سے ہر رنگ میں شامل نکلتا ہے
بہینگے خوں کس کسکے قضا آئی ہے کس کس کی | الٰہی خیر خنجر لیکے پھر قاتل نکلتا ہے
نظر تھی یا کوئی میٹھی چھری تھی او بت قاتل | زباں سے جانثار زخمونکو ہر گھائل نکلتا ہے

ترے آگے ہوا ہے قافیہ تنگ اہل معنی کا
تو اکبر ہر غزل کی بحر میں کامل نکلتا ہے

بغل میں شیشۂ مے کو نہیں دبائے ہوئے | وہ میرے دلکو لئے جاتے ہیں چرائے ہوئے
سمجھ کے شکوہ بیجا وہ عرض مطلب کو | نہ سنیگے کہ رقیبونکے ہیں پڑھائے ہوئے

چمن میں لالہ و گل لوٹتے ہیں آتش پر
یہ اُنکے شعلۂ رخ کے ہیں گل کھلائے ہوئے

رہا ہے کون تسلی کو دشت غربت میں
بس ایک حضرتِ دل تھے سو یہ پرائے ہوئے

خیال یار بھی ہمراہ دل چلا اکبرؔ
یہ دو انیس جدا مجھ سے ہائے ہائے ہوئے

جاں فدا اس تیغ خوں آشام سے
چھوڑ دو اک ہاتھ دامن تھام کے

اسمیں گھولی ہے لب شیریں نے قند
ہم بھی بھوکے ہیں تری دشنام کے

دعوت ناز و ادا کیا کیجئے
دل جگر دونو ہیں اپنے کام کے

دل میں آ اُتریں بلائیں زلف کی
ٹل نہیں سکتے یہ مہماں شام کے

پرسش اعمال بد ہونے لگی
ہوگئے تیرے نکمے کام کے

دیکھ کر تیرے شہیدوں کا نباؤ
رہ گئیں حوریں کلیجہ تھام کے

شام کا لشکر ہے یا زلفیں تیری
ٹوٹے دلِ اس لام سے اسلام کے

جم گئی بزم طرب ہاں ساقیا
منتظر ہیں ہم بھی دورِ جام کے

کب کرے اکبر سوالِ وصل ہائے
وقت ہیں سب آپ کے آرام کے

بلا کی ریزش چشمان تر ہے
سمندر کو بھی اس بچے کا ڈر ہے

تری فرقت میں اے خورشید رخسار
جگر پُر سوز ہے دل پُر شرر ہے

ترا نقشہ صنم تیرا تصوّر
نظر کے سامنے آٹھوں پہر ہے

ہزاروں خوبصورت ہیں جہاں میں
مگر میری تری جانب نظر ہے

بتا اے شمع محفل سوز عشاق
کہ تو کس انجمن میں جلوہ گر ہے

تو جلدی آ کہ نقشہ زندگی کا
بگڑ جانے میں تھوڑی سی کسر ہے

نہ چل اترا کے دیکھ او فتنۂ قامت
قیامت خفتگانِ خاک پر ہے

کسی صورت سے میرے سامنے آ — کہاں ہے شاہد معنی کدھر ہے
بتا اے ساکن شہر خموشاں — کہاں وہ تمکنت وہ کر و فر ہے
پری آتی ہے ہاں اے ہوش اکبر — تو اُڑ جا گر ترے بازو میں پر ہے

اکیلا ہے اکیلا ہے یہ اکبر -
زمانہ بھی اُدھر ہے تو جدھر ہے -

مری بالیں پہ وہ رشک مسیحا ہو ہی جاتا ہے — دوا ہوتی ہے تو بیمار اچھا ہو ہی جاتا ہے
فرشتہ ہو پری ہو حور انسان ہو جن ہو — تمہارے حسن پر ہر کوئی شیدا ہو ہی جاتا ہے
رقیب روسیہ بیٹھا ہے اُس گل رو کے پہلو میں — خدا کی شان ہے پھولوں میں کانٹا ہو ہی جاتا ہے
تمہارے دیکھنے سے کیوں نہ ہو دل باغ باغ اپنا — بہار آتی ہے تو غنچہ شگفتہ ہو ہی جاتا ہے
مریضان محبت سے وہ کب پرہیز کرتے ہیں — کہ رستے میں سلام اُنکا ہمارا ہو ہی جاتا ہے
لئے وعدے ہزاروں اُن سے ہم نے اس تمنا پر — کہ صدہا جھوٹ میں ایک آدھ سچا ہو ہی جاتا ہے
کراہیں کیوں نہ ہم مجروح دل کو تھام کر اپنے — جہاں چوٹ آتی ہے وہاں درد پیدا ہو ہی جاتا ہے
یہ دلیں سوچ ظالم اور بھی ہیں چاہنے والے — تو جس سے جا کے ملجاتا ہے اُسکا ہو ہی جاتا ہے
کئے جاؤ ستم آخر قیامت آنیوالی ہے — عدالت کے تو دن انصاف سبکا ہو ہی جاتا ہے
تمہارے ظلم کی جا کر کریں فریاد ہم کس سے — خدا بھی دیکھکر تم کو تمہارا ہو ہی جاتا ہے

شکایت کیا ہے اے اکبر جو تو رسوائے عالم ہے
کہ جسکو عشق ہوتا ہے وہ رسوا ہو ہی جاتا ہے

رقیبوں کے گھر آنا جانا بُرا ہے — نہ جا غیر کے گھر زمانہ بُرا ہے
میں واقف ہوں تم جسکو ملنے چلے ہو — بہانہ نہ کیجے بہانہ بُرا ہے
غم ہجر کی داستاں پر یہ بولے — نہیں سنتے ہم یہ فسانہ بُرا ہے
حسینوں کی ترچھی نگاہوں سے بچنا — کہ ان برچھیوں کا نشانہ بُرا ہے

شریفوں سے ملنا ذلیلوں سے بچنا — کہ کم ظرف سے دوستانہ برا ہے
گذرتی ہے جن پر وہی جانتے ہیں — بتوں پر طبیعت کا آنا برا ہے

صنم دل پہ لکھہ تو یہ اکبر کا مصرعہ
کہ ناحق کسی کا ستانا برا ہے۔

رخ پہ کیوں کھولدیے گیسوے پیچاں تونے — کردیا مجھکو مری جان پریشاں تونے
خود تو حیران تھا کیا مجھکو بھی حیراں تونے — خضر دیکھی ہی نہیں منزل جاناں تونے
مرمٹی کنج قفس میں ہی تڑپکر بلبل — باغباں کرنے نہ دی سیر گلستاں تونے
آنکھہ بھر کر کوئی دیکھے نہ تجلی تیری — اسلیئے ڈالدیا پردۂ امکاں تونے
طور کیا چیز ہے ای برق جمال پنہاں — سینکڑوں پھونکدیے کوہ بیاباں تونے
بیکسی چیختی ہے کرتی ہے حسرت فریاد — آکے دیکھا نہ سوے گور غریباں تونے
آ مرے دلمیں دکھاؤں تجھے داغوں کی بہار — کی نہ ہو یار اگر سیر گلستاں تونے
اپنی کاکل کو وہ سلجھاتے ہیں اور کہتے ہیں — کردیا مجھکو میری جان پریشاں تونے
کس پہ الزام رکھوں کسکی بتاؤں تقصیر — تونے مارا مجھے تونے ترے قرباں تونے
تونے ہی ذبح کیا تیرے ہی قدموں پہ گرا — ایسا دیکھا ہی نہ ہوگا کوئی انساں تونے
بوسہ دشمن نے لیا مجھپہ نکالیں آنکھیں — گر کہا مینے کہ ملیے کہا ہاں ہاں تونے

مرگیا میں تو مری قبر پہ آکر بولے۔
اکبر آباد کیا شہر خموشاں تونے

دوستی کیا اُس بت سفاک سے — جو نہیں ڈرتا خدائے پاک سے
بچ کے تربت سے مری کہتے چلے — بچگیا دامن خس و خاشاک سے
دیکھکر جوبن کو اٹھتی ہے امنگ — دیکھنا بچنا دل بیباک سے
آنکھہ میں سرمہ دہن میں پان ہے — ہو نئی سج دھج نئی پوشاک سے

کیوں ملایا خاک میں اس صید کو
باندھ رکھتے تسمۂ فتراک سے

خون رویا لعل اور یاقوت کی
کان نکلی دیدۂ نمناک سے

ساتھ غیروں کے نہ پھر میرا نصیب
مل رہا ہے گردش افلاک سے

کیا زبوں ہے نخل دیکھو آج کل
کوستے ہیں ابر کو امساک سے

کھیلنا گیسو سے کیا سمجھا ہے دل
سیکھ عبرت شانۂ ضحاک سے

دور ہے تو اور ترے راز و نیاز
جستجو سے فکر سے ادراک سے

عرش تک پونچا ہمارا تیر آہ
خاک بالاتر رہی افلاک سے

دل میں انجم سے زیادہ داغ ہیں
خاک بالاتر رہی افلاک سے

حسرت و ارمان دل یہ سب چلے
خون ہو کر دیدۂ نمناک سے

تاکہ چمکیں صورت سلک گہر
صاف دنداں کیجیے مسواک سے

تحفۂ درویش برگ سبز ہے
لو دل کا ہدیہ اس غمناک سے

بولے کس کمبخت کی تربت ہے آج
گرد اُڑ اُڑ کر لگی پوشاک سے

ہاں روانی سیکھ لے ہجر رواں
سیکھ لے اس دیدۂ نمناک سے

یہ لب پان خوردہ تیرے شاہ حسن
خوب تر ہیں غنچۂ ضحاک سے

کیسی کیسی صورتیں ترکیب دیں
آب و آتش سے ہوا سے خاک سے

اپنے عشوہ اپنے انداز اپنے ناز
پوچھئے میرے جگر صد چاک سے

تیرا جلوہ دیدۂ انجم سے کون
دیکھتا ہے پردۂ افلاک سے

کس کا ارماں تھا کہ بن کر آبلہ
پھوٹ نکلا ہے دل صد چاک سے

بیخودی میں کہدیا بت کو خدا
شرم آتی ہے خدائے پاک سے

ٹال دینا چال دنیا سیکھ لو
اس بت عیار سے چالاک سے

ہاں نہ کر نخوت کہ ہر اک خوبرو
خاک ہو جاتا ہے بنکر خاک سے

کیوں نہیں خوش بولتے ہو اے صنم
کیا خفا ہو اکبرِ غمناک سے

ہے گل غیرت سے غنچہ رشک سے گل شمع محفل سے
نہ وہ ہم رنگ ہے تیرا نہ یہ تیرے مقابل ہے
وہ چھوتا ہی نہیں شوق شہادت سخت مشکل ہے
کہ میری آنکھ کا پردہ غلافِ تیغ قاتل ہے
کوئی پریوں کا دیوانہ کوئی حوروں پہ مائل ہے
ترا مائل ترے انداز جاں پرور کا قائل ہے
ہلال چرخ سے کہتی ہے تنکر ابروئے جاناں
ہٹا دو روبرو سے یہ ہمارے کیوں مقابل ہے
پس کشتن نہیں تھمتا لہو اور اپنے بچنے کو
وہ خونریزی سے دق ہو ہو کے کہتے ہیں اسے سل ہے
دماغ اُڑتا ہے گلگشت چمن سے تیرے بن اے گل
کہیں غنچے چٹکتے ہیں کہیں شور عنادل ہے
سہارا ڈوبتے کو ایک تنکے کا بھی کافی ہے
کہیں اے خضر اس الفت کے قلزم کا بھی ساحل ہے
یہ ناصح بک رہا ہے اور دیوانہ نہیں سنتا
جو عاقل تھا وہ جاہل ہے جو جاہل تھا وہ عاقل ہے
ہزاروں لوٹتے پھرتے ہیں مقتل میں ترے کشتے
کوئی تیروں کا زخمی ہے کوئی تیغوں کا گھائل ہے
میری آنکھوں کے آئینہ میں یاں تک عکس ہے تیرا

جدہر دیکھا ادہر مدّ نظر تیری شمائل ہے
بشر کیا ہے فرشتے بچ نہیں سکتے اگر دیکھیں
زنخداں ہے کہ سحرِ دلفریب چاہِ بابل ہے
میری آنکھیں ہیں بلبل بلبلوں کی شوق نظارہ
گلوں میں رنگ ہے اور رنگ میں تیری شمائل ہے

ترازوئے غزل میں تول اکبر پھر دُرِ مضموں
سخن سنجی کا تیری بلبلِ شیراز قائل ہے

چلا آتا ہے تنہا کیا سجیلا میرا قاتل ہے
دہن پاں خوردہ آنکھیں سُرمگیں رخسار پر تل ہے
میرے دم سی تجھے غیر و نمیں کیا کیا لطف حاصل ہے
شراب خونِ ارماں ہے کباب حسرتِ دل ہے
ہے آغاز شب وصل اور چھڑی اللہ اکبر کی
تو اے عشاق کے مؤذن ہے کہ قاتل ہے
یہ کہتے ہیں وہ ہمراہِ عدو آکے تربت پر
کہ مجھ کو دیکھ لے اُٹھ تو سہی تو کیسا غافل ہے
نکل کر زلف سے پہنچوں گا کیونکر مصحفِ رخ پر
اکیلا ہوں اندہیری رات ہے اور دُور منزل ہے
ہیں روشن انجم و شمس و قمر کی رات دِن شمعیں
ہمارے واسطے گردوں بھی کیا رونق کی محفل ہے
نہ پوچھو بیدریغی ہائے ارمان شہیدِ غم
ادہر جھکتا ہے سر کھینچی ادہر شمشیرِ قاتل ہے

الہٰی دیکھ کر انعام تیرے شکر کرتے ہیں۔
ہمیں جام جہاں بیں سے سواہر آنکھ کا تِل ہے

ہوئی ہیں چار آنکھیں جب سے یہ تفرقہ باہم
کہیں تن ہے کہیں سر ہے کہیں جاں ہے کہیں دل ہے

یہ دل گردہ کس کا پھیرے دل ایسے بدخو سے
برہنہ تیغ ہے اک ہاتھ میں اک ہاتھ میں دل ہے

ادا غمزے کرشمے عشوے ہیں بکھرے ہوئے ہر سو
صفِ مقتل میں یا قاتل ہے یا انداز قاتل ہے

غزل اک اور بھی ہاں اکبر رنگیں سخن پڑھیے
ترے اشعار سے وہ چند نوچندی کی محفل ہے

غضب ہے حسن سے بھی امتیاز عشق مشکل ہے
وہ کہتے ہیں میرا دل ہے میں کہتا ہوں میرا دل ہے

رگِ گردن کی پچکاری سے اُڑتا خون بسمل ہے
یہ کیسی ہولی کھیلی ہے رنگیلی تیغ قاتل ہے

محبت کے بیابانوں میں چلنا سخت مشکل ہے
کہ چھل لیتی ہے نقدِ جاں چھلاوہ تیغ قاتل ہے

عذاب دو جہاں دریا بہ کوزہ تیری حسرت میں
زیادہ نار دوزخ سے دہکتی آتش دل ہے

ہزاروں خوبصورت ہیں مگر تیرے بغیر اے گل
نظر برباد ہے سونا ہے دلِ ویران محفل ہے

بچا ہے اے جنوں مجنوں سے ثابت دامن صحرا

اڑادے دھجیاں گر دسترس کچھ تجھ کو حاصل ہے
ترے کشتو نہیں کوئی رعب سے اف تک نہیں کرتا
یہ شہر خامشاں ہے یا ادب والوں کی محفل ہے
نیاز و ناز عشق و حسن کے انداز کیا کہئے
کسی کا ناک میں دم ہے کسی کے ہاتھ میں دل ہے
اگر ڈرتے ہوئے نکلا بھی نام دل کبھی منہ سے
تو بولے کھینچ کر تلوار پھر کو کہہ مرا دل ہے
ابھی دم چھوڑ دونگا کیا اسے تکلیف کشتن دوں
ذرا سی تیغ ننھے ہاتھ ہیں نازک سا قاتل ہے
ترے عشاق اور یوں خاک چھانیں دشت غربت میں
ترے مشتاق اور یوں اُن پہ تیرا قہر نازل ہے
جیئے کیا خاک باقی شے ہے کیا اجزا انساں میں
یہ سب فانی ہے فانی آب و باد و آتش و گل ہے

پڑھاتے سورۂ اخلاص ہے زاہد یہ ملانے
لفظ اکبر تو قول قلقل مینا کا قائل ہے

کہاں لیجاؤں دل دونو جہاں میں اس کی مشکل ہے
یہاں پریوں کا مجمع ہے وہاں حوروں کی محفل ہے
الٰہی کیسی کیسی صورتیں تو نے بنائی ہیں
کہ ہر صورت کلیجے سے لگا لینے سے قابل ہے
مرا دل لے کے شیشہ کی طرح پتھر پہ دے ٹپکا
میں کہتا رہ گیا ظالم مرا دل ہے مرا دل ہے

بلائیں کیوں نہ لے گردن میں جھک جھک کر میری گردن
کہ بانکی تیغ ہے بانکی ادا ہے بانکا قاتل ہے

جو دل مچلا صنم کو دیکھکر حیرت یہ بول اٹھی
ٹھہر او بے ادب یہ بزم گستاخی کے قابل ہے

جو دیکھا عکس آئینہ میں اپنا بولے جھنجلا کر
ارے تو کون ہے ہٹ سامنے سے کیا مقابل ہے

لگاتا ہے یہ چھریاں کونسا نازک بدن کافر
کہ بسم اللہ بسم اللہ شور زخم بسمل ہے

تصور کے ترے تکیے لگا کر چین سے سویا۔
مجھے گہوارہ مرقد بھی اک راحت کی منزل ہے

میری تربت پہ اک ٹھوکر لگائی اور یہ فرمایا
قیامت آگئی اُٹھ سونے والے کیسا غافل ہے

ہزاروں دل مسل کر پاؤں سے جھنجلا کے فرمایا
لو پہچانو تمہارا ان دلوں میں کونسا دل ہے

سوال بوسہ پر کیوں جھڑکیاں دیتے ہو اکبر کو
فلا تنہر کلام اللہ میں از بہر سائل ہے

ادہر بھی اک نظر او شاہزادے
مرے کھوئے ہوئے دل کا پتہ دے
ترے گالوں نے پھر یہ رنگ لایا
میں حب جانوں ترے اس بھولے پن کو
مزا آئے اگر واعظ کے منہ میں

تجھے اللہ دونا چوگنا دے
تو مٹھی کھولدے زلفیں ہلادے
طمانچہ پھول کے منہ پہ لگا دے
مجھے بوسہ عدو کو سنکھیا دے
کوئی میخوار تھوڑی سی چوا دے

گرایا ہے مجھے آنکھوں سے اُسنے — تو اے سیلاب چشم تر بہا دے

لڑکپن میں دیا کرتا ہے بوسے — جوانی میں خدا جانے وہ کیا دے

ہے میری سخت جانی سے ہراساں — قضائل میرے قاتل کا ڑہا دے

یہ بڑہ کر دخت رز زاہد سے بولی — جو تو یہ توڑ دے دل تیری تو کیا دے

وہ کمسن شوخ ہے یارب مجھے بھی — طبیعت شوخ دے دل چلبلا دے

مزے آئے یہ بوسونکے شب وصل — کہا اُسنے کہ لے مینے کہا دے

بتونکے ظلم کا شکوہ ہے بیسود — کہ اُنکی ایک چپ سو کو گرا دے

یہی وہ ظلم سیکھے ہیں ستمگر — کلیجہ توڑ دے یا دل دکھا دے

کہاں تھا رات کسکے پاس تھا رات — ذرا اکبر سے آنکھیں تو ملا دے

خدا ہے دیکھیے کس طرح طے ہوں — ہیں اکبر عشق کے دشوار جادے

کٹ گئی جھگڑے میں ساری رات وصل یار کی — شام کو بوسہ لیا تھا صبح تک تکرار کی

لیلو بوسہ اپنا واپس کس لیئے تکرار کی — کیا کوئی جاگیر ہمنے چھین لی سرکار کی

زندگی ممکن نہیں اب عاشق بیمار کی — چھد گئی ہیں برچھیاں دلمیں نگاہ یار کی

ہم جو کہتے تھے نہ جانا بزم میں اغیار کی — دیکھہ لو نیچی نگاہیں ہو گئیں سرکار کی

غیر کو سر پر چڑہاتے ہو نہ نیچا دیکھتے — تمنے نادانی سے مٹی آپ اپنی خوار کی

اے طبیبو اب شفا ہے شافیٔ مطلق کیساتھہ — آج حالت دیکھنے آتے ہیں وہ بیمار کی

زہر دیتا ہے تو دے ظالم مگر تسکین کو — اسمیں کچھہ تو چاشنی ہو شربت دیدار کی

خوبیاں تجھہ مجھسے لیکر تم بنے رشک قمر — منہ کلی کا پھول ہے رخسار پلکیں خار کی

سر سے واعظ کے اتاری دیکھیے رندوں نے یہ چال — کیسی بندش ہے ذرا دیکھیں تری دستار کی

یا گلی ہے تا بغل ہیں یار ہے محرم کے پاس — جیت ہی ہے ہر طرح اُس گل پیرہن کے مار کی

آگئی غیروں کی ٹٹی میرے اُن کے درمیاں
یا الٰہی توڑ دے بنیاد اس دیوار کی

بعد مرنے کے ملی جنت خدا کا شکر ہے
مجھکو دفنایا رفیقوں نے گلی میں یار کی

لوٹتے ہیں دیکھنے والے نگاہوں سے مزے
آپ کا جوبن مٹھائی بن گیا بازار کی

تھوکدو غصہ پھر ایسا وقت آئے یا نہ آئے
آؤ مل بیٹھو کہ دو دو بات کریں پیار کی

دھول کر دیتی ہے کھو دیتی ہے دم میں آبرو
چلتی پھرتی آنکھ بل کھاتی ہوئی تلوار کی

حال اکبر دیکھ لو بولے بری ہے دوستی
ایسے رسوا ایسے رند ایسے خدائی خوار کی

جسکا ہے مجھے عشق وہ بت ہی نہ خدا ہے
دنیا سے نرالا ہے زمانہ سے جدا ہے

آنکھوں میں چلے آؤ ہے پلکوں کا اشارہ
چلمن بھی ہے پردا بھی ہے گھر خوب سجا ہے

چھریاں تو چلائیں مگر ادا کا اِن ملاحت
زخموں میں نمک پیس کے بھر دے تو مزا ہے

وہ درد ہے دل میں کہ ہیں تھامے ہوئے پہلو
اُٹھا تو بٹھایا ہے جو بیٹھا تو اُٹھا ہے

آساں مری مشکل کسی صورت سے نہ ہوگی
جینے سے خفا ہیں ہوں اجل مجھسے خفا ہے

جو چھین لے دل کو وہی انداز ہے اچھا
کھب جائے جو نظروں میں وہی خوب ادا ہے

جتنی تھی زمانے میں بلائیں شب فرقت
سب لیکے فلک سر پہ مرے ٹوٹ پڑا ہے

گھٹ گھٹ کے نکلتی ہیں جو قلقل کی صدائیں
واعظ نے صراحی کا گلا گھونٹ رکھا ہے

جنت میں جو رہتے ہیں کب آتی ہے اُنھیں موت
کوسا کرو کب آکے گھر میری قضا ہے

اک لو سے یہ کیوں سرخ ہوا آپ کا چہرہ
لب چوما ہے یا لعل کوئی توڑ لیا ہے

اکبر وہ مری قبر پہ یہ لکھ گئے افسوس
دنیا سے یہ مرحوم بھی محروم گیا ہے۔

لے شیخ آنکھ میچ کے پی جا ثواب ہے
چلنی بچی کھچی میری جھونٹی شراب ہے

نادم ہو مل کے غیر سے اتنو سمجھ گئے
ناداں کی دوستی کا نتیجہ خراب ہے

قاصد کا خوں چھڑک کے لفافہ یہ لکھدیا
بیتاب دل کو ہاتھ میں لیکر کہا ارے

یہ لیجئے یہ آپکے خط کا جواب ہے
کیا چیز ہے یہ اسمیں بڑا اضطراب ہے

وہ بت نہ یاں ملا ہے نہ جنت ہیں کچھ امید
اچھی کہی کہ دختر رز کو تو چھوڑ دے

واں بھی عذاب ہوگا یہاں بھی عذاب ہے
واعظ ہیں پا گیا تری نیت خراب ہے

وہ کہہ رہے ہیں آئینہ میں اپنی عکس سے
تم یوں کرو شمار نہ بوسوں کا چھوڑ دو

تیرا جواب میں ہوں تو میرا جواب ہے
آپس کے لین دین کا کیسا حساب ہے

دلمیں ہے یاد حور زبان پر ہے یا غفور
بدخط بنا کے کردیا اُس سبز خط نے چاک

ظاہر درست شیخ کا باطن خراب ہے
خط کی خطا نہیں میرا لکھا خراب ہے

اکبر نہ چھوڑ مصحف رخسار کا سبق
یہ وہ کتاب ہے جسے پڑھنا ثواب ہے

دل چھین لیا میرا اے رشک چمن تو نے
مسجد نہ شوالا ہے تسبیح نہ مالا ہے

کھویا مجھے دنیا سے دکھلا کے پھبن تو نے
رکھا نہ کہیں کا بھی او زہد فگن تو نے

دنیا نہ ستا مجھکو بس منہ نہ دکھا مجھکو
داغی ہی گل لالہ گلشن میں ترے رخ سے

لوٹے ہیں جو اں کیا کیا بن بنکے دلہن تو نے
زخمی کئے آنکھوں نے صحرا میں ہرن تو نے

تھنے ہوئے ابرو ہیں بکھرے ہوئے گیسو ہیں
وے اور بھی دو چرکے جو جاؤں گذر جی سے

کس شوخ سے سیکھا ہی بسیا ختہ پن تو نے
بسمل مجھے کیوں چھوڑا او صید فگن تو نے

اکبر کا ہے کیا شکوہ عالم کو کیا رسوا
اے غنچہ دہن تو نے اے مشفق من تو نے

مجھکو اُنسے اور اُنہیں غیروں سے الفت ہوگئی
وصل میں جب اُنسے میری خاص خلوت ہوگئی
ہم نہ کہتے تھے بُرا ہے صحبت بد کا اثر

میری شہرت سے زیادہ اُنکی شہرت ہوگئی
بس تو میں جاتی ہوں کہکر شرم رخصت ہوگئی
غیر سے ملکر تمہاری غیر حالت ہوگئی

یہ بھی کچھ ملنے میں ملنا ہے کہ غیروں کی طرح
راستے میں ملگئے صاحب سلامت ہوگئی

بس بہت سی گالیاں سن لی ہیں اب خاموش ہو
بس بہت سی حال پر میرے عنایت ہوگئی

میرے مرنے کا خیال آیا بھی انکو کب کہ جب
دفن مجھکو کر دیا تعمیر تربت ہوگئی

ڈاکے واعظ کو پلائی خوب پھر سمجھا دیا
جا مزے میں واعظ کر اب اور حالت ہوگئی

قتل کرکے تیغ دھوئی اور دہو کر یہ کہا
اتو اے خوں کی چھوڑی تیری عدوت ہوگئی

شیخ جی اب میکدوں میں جو ڑتے پھرتے ہیں ہاتھ
توبہ توبہ ٹوٹتے ہی کیا بری گت ہوگئی

خط مجھی لکھا تو اسپر ڈالدی چٹکی سی خاک
حرف واں سے لکھے یہاں ثابت کدورت ہوگئی

سچ کہو اکبر دل آیا کس گلابی پوش پر
چار ہی دن میں تمہاری زرد رنگت ہوگئی

محمد مصطفےٰ صل علیٰ کی آج محفل ہے
حبیب کبریا صل علیٰ کی آج محفل ہے

رہو صل علیٰ صل علیٰ صل علیٰ پڑھتے
کہ محبوب خدا صل علیٰ کی آج محفل ہے

وضو سے آئیں بیٹھیں باادب بھیجیں درود اُن پر
جہاں کے رہنما صل علیٰ کی آج محفل ہے

ملائک عرش سے آئیں اگر لوبان سلگائیں
رسول دوسرا صل علیٰ کی آج محفل ہے

فرشتے عالم بالا سے سن سنکر یہ کہتے ہیں
چلو نور خدا صل علیٰ کی آج محفل ہے

ہی جسکے نور سے رنگ و بہار عالم ہستی
اُسی رنگیں ادا صل علیٰ کی آج محفل ہے

کرم کے پھول نیکی کے ثمر رحمت کے گلدستے
حضور اُنکے مصطفےٰ صل علیٰ کی آج محفل ہے

حضور اُنکے کریں سب پیش صل اللہ کی نذریں
کہ کل کے پیشوا صل علیٰ کی آج محفل ہے

ہوئے ہیں جسکے فیض نور سے دو نو جہاں روشن
اُسی شمس الضحیٰ صل علیٰ کی آج محفل ہے

ہوا ہے جسکی رخ سے داغ دلمیں ماہ کامل کے
اُسی بدر الدجیٰ صل علیٰ کی آج محفل ہے

ہے ادنےٰ مرتبہ قوسین کار گاہ میں جس کی
اُسی شاہ دنے صل علیٰ کی آج محفل ہے

نکالا جسنے چشمہ آب کا اُنگلی سے جنگل میں
اُسی بحر سخا صل علیٰ کی آج محفل ہے

دعائیں مانگ لے جو مانگنی ہوں حق سے اے اکبر
ترے مشکل کشا صل علیٰ کی آج محفل ہے

وہ جو دیوہ حاجی لقب ہے مورے من کو لبھاوت ہے سجنی
جو میں دیکھوں ہوں واکی نرالی چھبن موہی سندیدہ آوت ہے سجنی
واکے روپ کی دھوپ جگت میں بھئی واکے ناؤ نکور ٹکے بھگت میں بھئی
مورا شام سمندر جگ اوتاری نئے رنگ رنگاوت ہے سجنی

واکے ناؤں جو جیت یہ چڑھاوت ہے واسے ایشور نیہا لگاوت ہے
واکے چرنوں جو سیس نواوت ہے بیکنٹھ کو جاوت ہے سجنی
نندن نندن رنگ رلیں میں واکے چمن ہیں دیوہ کی گلبن میں
واکی چلت پھرت چھب اچل محچل مورا من للچاوت ہے سجنی
واکی پیت کی رس کا پڑا چسکا کچھ اور نہیں جا کے جس کا
مورا مٹھنا میاں ولین کا ولی میٹھے بچن سناوت ہے سجنی
وہ علی جی کے لالن کا لالہ وہ نبی جی کے نین کا اجیالا
قربان علی جی کا شہبالا موری لاج رکھاوت ہے سجنی
کیوں بدرا سے بند بان برت چھم چھم کہوں بجری جھمارت ہے جھم جھم
نہ توا ندھیا گنت نہ میگھا گنت موہے کھینچ بلاوت ہے سجنی

کہوں اور نہ ٹھوڑ کہاں جاتا اکبر ہے بھکاری وہ جگ دا تا
جاکی ڈھوڑھی پہ منگتا کو بھیک ملے وہیں آوت جاوت ہے سجنی

شراب عشق ہے ساقی فنا فی اللہ کر دے
مناسب ہیں چھپانی اہل دلکو راز کی باتیں
برا ہے اچھی صورت کا چھپانا سامنے آؤ

انا فی کل شئی سے بقا کا جام بھر بھر دے
جو سر حق عیاں کر دے وہ اپنا سر بسر دے
نہ ڈالو غیریت کے تم ہماری آنکھ پر پردے

بنا پھرتا ہوں جوگی بنکے درشن کی تمنا میں — جو کرپا ہو بھر ہر موئے تن آنواہر ہر دے
ہمیں ہفتا و دو ملت کے جھگڑونسے نہیں مطلب — بہتر سی یہ بہتر ہے مئے یکرنگ بھر بھر دے
لپٹ جاؤ کہ ہم تم دونو ملکر ایک ہو جائیں — دوئی نے ڈال رکھی ہیں یہ کیسے قلب پر پردے
تری دریا دلی جب قابل تحسین ہے ساقی — ہیں خالی جام کر کر دوں تو دونا مے سی بھر بھر دے

جو مرتا ہے تو پھر سب حسرتیں بیجا ہیں اے اکبر
وہ چاہے خاک کا گھر دے وہ چاہے سنگ مرمر دے

شراب عشق احمد سے ہمیں مخمور کر کر دے — جمال سرور عالم سی دلمیں نور بھر بھر دے
وہاں پہنچوں پہنچکر حق کہوں حق کہکے مر جاؤں — مدینہ کی طرف جھونکا کوئی اے باد صرصر دے
مدینہ سے نجف پونچوں نجف سے کربلا پونچوں — بڑے دربار ہیں یا رب یہاں دیدار در در دے
مدینہ کی گدائی میرے حق میں بادشاہی ہے — نہ تاج روم کی حسرت نہ تخت ملک بربر دے
اسے کہتی ہیں سرعت عرش پر اکدم میں جا پہنچے — دم رفتار رفرف کیوں نہ پھر آواز فر فر دے
جٹے ہیں رحمت حق کے در و دیوار ہیں گوہر — پڑے ہیں نور سبحاں کے مزار پاک پر پردے
نئیں لکھیں پڑھیں سب دل سی نعت مصطفی اکبر — یہ اچھا شغل ہے اللہ اسکا شغل گھر گھر دے

چادرِ رحمت

سید الاولیاء کی چادر ہے — ہند کے راہ نما کی چادر ہے
رکھو سر پر لگاؤ آنکھوں سے — خواجۂ دوسرا کی چادر ہے
کیوں نہ حوریں نثار ہوں اُسپر — یہ میرے دلربا کی چادر ہے
اسپہ ہے ظل خواجۂ عثماں — یہ حبیب خدا کی چادر ہے
جسنے چھاگل میں بھر لیا ساگر — اُسی بحر سخا کی چادر ہے
پنجتن پاک جلوہ فرما ہیں — گل آل عبا کی چادر ہے

صندل و عطر و گل مہکتے ہیں
میرے رنگیں ادا کی چادر ہے
دہوم ہر رنگ ہر زمانے میں
گل کے مشکلکشا کی چادر ہے
چڑہ رہی ہے رسول کی رینی
رنگ والے خدا کی چادر ہے

جو تجھے مانگنا ہو مانگ اکبر
تیرے حاجت روا کی چادر ہے

بات بگڑی ہوئی بنی دل کی
آپنے خوب قدر کی دل کی
اب تو تم ہم سے الکساتے ہو
وہ محبت کہاں گئی دل کی
بے وفا لے گیا چرا کر دل
گت بری آج بن گئی دل کی
وہ تجلی ہے یار کی جس سے
رہی حیرت میں آرسی دل کی
لیجئے دیکھئے ہے قابل دید
سجگئی کھل گئی کلی دل کی
آج مدت کے بعد آئے ہو
یا یہ دل سے راہ تھی دل کی
جب کہا روز کیوں نہیں آتے
مسکرا کر کہا خوشی دل کی
اُسکے کوچہ میں پہلا ہے عشق
کیجو خبر یا علی دل کی

لکہو اکبر سمجھ کے یار کو خط
نہ سنو ایک بات بھی دل کی

ہوا کچھ خیال تو خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے
یہ مہک لہک تھی لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے
ہمیں دام غم سے چھڑا گئے ہمیں مصیبت سے بچا گئے
وہ نبی محمد مصطفی کہ جو سوئے عرش بلا گئے
وہ گنہگاروں کا غم لئے وہ شفاعتوں کا علم لئے
وہ ملک نے جنکے قدم لئے لو زمیں پہ عرش سے آگئے

نہ ہٹے قدم تیری راہ سے کہ یہ عاشقوں کا طریق ہے
جو ستم ہوا اُسے سہ لیا جو کڑی پڑی وہ اُٹھا گئے

یہ علیمہ بھید نہیں کھلا یہ مقام چون و چرا نہیں
تو خدا سے پوچھ وہ کون تھے تری بکریاں جو چرا گئے

ہو درود تُجپہ ہزارہا میرے راہ نما میرے ناخدا
میرا پار بیڑا لگا گئے میری ڈوبی نیّا ترا گئے

ہمیں زندگی کی خبر نہیں رہے شام تک تو سحر نہیں
چلو اکبر اب تو گذر نہیں یہاں کس خیال میں آگئے

کہوں کیا کہ گلشن دہر میں وہ عجب کرشمے دکھا گئے
کہیں عاشقوں کو مٹا گئے کہیں لن ترانی سنا گئے

کبھی دیر و کعبہ بتا دیا کبھی لامکاں کا پتا دیا
جو خودی کو ہم نے مٹا دیا تو وہ اپنے آپ میں آگئے

کہیں عندلیب شمار ہیں کہیں گل ہیں فصل بہار ہیں
کہیں نور ہیں کہیں نار ہیں وہ ہزار رنگ دکھا گئے

ہمیں جستجو رہی جا بجا کہیں تیرا ہی نہ ملا پتا
کبھی کاشی جا کے تلاش کی کبھی درشنوں کو گیا گئے

کہیں این و آں کہیں شوخیاں کبھی نرمیاں کبھی گرمیاں
کبھی بن گئے کبھی تن گئے کبھی چل دیے کبھی آگئے

ہے یہ عاشقوں کی فنا بقا کبھی مر گیا کبھی جی اُٹھا
کہیں ترچھی نظروں نے کھا لیا کہیں عشوے آکے جلا گئے

کہیں حسن بن کے قبول میں کہیں رنگ بن کے وہ پھول میں

کہیں نور بن کے رسول میں وہ جمال اپنا دکھا گئے

تیری جھونٹی گونٹی بچی کبھی جو ملے تو اکبر وارثی
وہ بھرے نشہ کی ترنگ میں کہ کہیں کہیں کی سنا گئے

پار بیڑا لگا ہوا جانے
جو محمد کو ناخدا جانے

جس نے پی لی شراب مرشد کی
وہ حقیقت کا ذائقہ جانے

اس سمندر کے گھاٹ ہیں لاکھوں
پار اترے جو راستہ جانے

اے صبا جا سلام کہہ دینا
تو اگر یار کا پتہ جانے

جب یہ اُسنے کہا کہ مرتا ہوں
ہنس کے بولے مری بلا جانے

درد دل کا نہ کر علاج طبیب
عاشقوں کی دوا تو کیا جانے

تیری ہمنے بہت سنی واعظ
سن ہماری جو ماجرا جانے

وہی سہتا ہے جسپہ پڑتی ہے
درد کوئی کسی کا کیا جانے

عشق کی چاٹ جس کو ہو اکبر
معرفت کا وہی مزا جانے

کس ہوا خواہ نے ڈالی ہے ہوا پنکھے کی
دلکی کلیونکو کھلاتی ہے ہوا پنکھے کی

جملہ سامان جو عزت ہے سوا پنکھے کی
اسلئے عالم بالا یہ ہے جا پنکھے کی۔

جس مکاں میں یہ معلق ہو بہار آجائے
واہ کیا بات ہے اے صل علی پنکھے کی

کھینچنے سے اسے صحبت کی ہوا چلتی ہے
گرم موسم میں تو دلکش ہے ادا پنکھے کی

کیوں نہ رشک پر طاؤس ہو اسکی جھالر
ہوگئی اور بھی جھلنے سے جلا پنکھے کی

دل کو تفریح لگا ہونکو ضیا قصر کو زیب
ہے شفا بخش دل آوٗیز ہوا پنکھے کی

اس کی جھالر ہے جو زینت کا لئے سر سہرا
بن گئی آکے دلھن باد صبا پنکھے کی

وجد میں صوفیوں کی طرح رہا کرتا ہے
آؤ کھا لو کہ تبرک ہے ہوا پنکھے کی

کس عرق ریزی سے تیار کیا ہے اکبر
کیوں نہ مرغوب ہو ہر ایک ادا پنکھے کی

دل کا بدلہ یہ دلربا دیدے
شربت وصل کا مزا دیدے

چشتیہ رنگ رہنما دیدے
منزل یار کا پتہ دیدے

جام کثرت سے تلخ کامی ہے
مئے وحدت کا ذائقہ دیدے

مست آئے ہیں ہاتھ پھیلائے
کچھ تو اے صاحب عطا دیدے

رنگ کثرت مٹا کے یا مرشد
دل کے آئینہ کو جلا دیدے

خیر ہو میکدے کی اے ساقی
ایک ساغر شراب کا دیدے

دینے والا ہے اور ہی داتا
پاس جس کے نہ ہو وہ کیا دیدے

پھیری والا فقیر آیا ہے
اپنا جھوٹا بچا کھچا دیدے

مار ڈالا فراق جاناں نے
کوئی اس درد کی دوا دیدے

دیکھ لوں پھر جمال مرشد کا
اتنی مہلت مجھے قضا دیدے

کچھ نہ کچھ پائے گا ضرور اکبر
جا محمد کا واسطہ دے دے

در شان مخدوم شاہ نصیر الدین روشن چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اے نور چراغ لم یزلی مخدوم نصیر الدین ولی
میرے وارث میرے والی مخدوم نصیر الدین ولی

حاصل ہے جمال دیں تم سے روشن ہے کمال دیں تم سے
اے جان نبی اے شان علی مخدوم نصیر الدین ولی

تم نور جمال قطب الدین رنگ بستان فرید الدین
اے شاہ نظام الدین ولی مخدوم نصیر الدین ولی

ساماں تھے گو سب شاہانہ پہنا ملبوس فقیرانہ
نخوت کی ردا تم نے کملی مخدوم نصیر الدین ولی

روضہ پہ نور برستا ہے آوازہ چاند پہ کستا ہے
ہو کیوں نہ چراغاں ہیں دہلی مخدوم نصیر الدین ولی

ہو دل کا کلس اس قبے پر پلکوں کی در پر ہو جھالر
آنکھوں کے پردے کی جالی مخدوم نصیر الدین ولی

ناسوت میں آ کر کے ہر سو چرتے پھرتے ہیں ترے آہو
لاہوت کے بن کی ہریالی مخدوم نصیر الدین ولی

اس در پہ ہے جاں کھونے کو دہلیز پہ قرباں ہونے کو
دل کیوں نہ کہے دلی دلی مخدوم نصیر الدین ولی

ملجا و اکبر عاصی سے کالی ہے فرط معاصی سے
ہو وصل تو دھل جائے وصلی مخدوم نصیر الدین ولی

درشان حضرت مولانا فخر الدین فخر جہان چشتی رحمۃ اللہ علیہ

اے فخرِ محمد فخرِ علی مولٰنا فخر الدین ولی
ہے عرش علا تیری کرسی مولٰنا فخر الدین ولی

محبوب معین الدین چشتی مولٰنا فخر الدین ولی
ہمراز شہ مکی مدنی مولٰنا فخر الدین ولی

خادم ہیں جن و بشر قدسی لیکن ہے بھی تم نے لی
قطب العالم کی دربانی مولٰنا فخر الدین ولی

حضرت کے تن پر چست ہوا تم پر آ کے درست ہوا
یہ خلعت الفقر فخری مولٰنا فخر الدین ولی

رنگ فخری سے تازہ کیں وارث سے محمد تک رنگیں
تھیں جتنی صفیں اگلی پچھلیں مولٰنا فخر الدین ولی

سیراب مجھے بھی تم کردو اپنی الفت میں گم کردو
بھردو گگری گگری گگری مولٰنا فخر الدین ولی

اس در سے کوئی خالی نہ گیا جس نے جو مانگا وہ پایا
سرکار ہے تیری البیلی مولٰنا فخر الدین ولے

برلادو میری امیدیں سب عرض مطلب ہے ترک ادب
ہے کونسی تم سے بات چھپی مولٰنا فخر الدین ولی

گن گاؤں گا گن مانوں گا وہ چیز ملے جب جانونگا
جو آنی ہے سینہ بسینہ چلی مولٰنا فخر الدین ولی

اس در سے آس لگائی ہے وارث داتا کے صدقے تم
منظور ہو اکبر کی عرضی مولٰنا فخر الدین ولی

درشان محبوب الٰہی حضرت سلطان نظام الدین اولیا زری زربفت رحمۃ اللہ علیہ

نظام الدین محبوب الٰہی
ہے شایاں ہمیہ شان کجکلاہی

ہے تو ایسا امیر ملک عرفاں
کہ خسرو ہیں ترے در کے سپاہی

تو وہ خورشید وحدت ہے کہ تیری
تجلے گاہ ہے ماہ تا بماہی

تیرا وعدہ ہے تیرے سلسلے میں
وبا سے ہو نہیں سکتی تباہی

وضو کرلے جو تیری باوری میں
رہے باقی نہ داغ روسیاہی

حضوری میں وہاں تردامنی کو
حیا میں ڈوب مرا ے بیگناہی

وہ کی گنج شکر بابا نے پوری
کہ جو بات اس مرے یوسف نے چاہی

مرے مہر و تبرک کے بہانے
مجھے نعمت کے دیدے چاند شاہی

ہے چشتی وارثی فخری نظامی
کرے پھر کیوں نہ اکبر بادشاہی

یا الٰہی کون یہ رشک قمر آنکھو نمیں ہے
زینت عرش معلی جلوہ گر آنکھو نمیں ہے

تو ہے آباد اسمیں تو یہاں تیر آئے جائے
تیرا گھر ہی دلمیں تیری رہگذر آنکھو نمیں ہے

مار ہی ڈالا جسے دیکھا نگاہ ناز سے
تیر ہیں پلکو نمیں جادو کا اثر آنکھو نمیں ہے

تو خبر لینے نہیں آتا تو کچھ پرواہ نہیں
تیری صورت تو بسی اے بیخبر آنکھو نمیں ہے

آنکھ والے دیکھتے ہیں تیرے جوبن کی بہار
تجھے ہر شی میں تو ہے شے جلوہ گر آنکھو نمیں ہے

لن ترانی تھی جہاں تھی یاں تو اپنی آنکھ سے
ہمنے دیکھا کحل مازاغ البصر آنکھو نمیں ہے

ڈھونڈتا پھرتا ہی اکبر دیر و کعبہ میں جسے
اسکو غافل دیکھ آنکھیں کھولکر آنکھو نمیں ہے

نورمن نور اللہ سے احد احمد کا روپ دکھاوت ہے
کہوں میم کی چادر اوڑھت ہے کہوں آپہیں آپ سماوت ہے

ایسی کچھی کیا ہے بیتابی کیوں عرش پہ آوت جاوت ہے
ہم جانت ہیں تورے من کی بات تو امت کو بخشاوت ہے

واللیل کا لٹکا زلفن میں والشمس کا مقنع چتون میں
مازاغ کا سرمہ نینن میں کیا روپ انوپ دکھاوت ہے

تجھسا نہیں کوئی جہانمیں نبی توری کرپا سے موری بات بنی
یا سیدنا مکی مدنی تو رسول کریم کہاوت ہے

بطحا جنگل طیبہ بن میں ڈہونڈت ہوں ملکن ملکن میں
آجا آجا مورے نینن میں کیوں دیس بدیس پھراوت ہے

کاندہے پر ڈالے بردِ یمن ہونٹن پر کلمے کی سمرن
دکھلاکے انا بشر کی پھبن توحید کا رنگ جماوت ہے

مجھسا کوئی جگمیں کوراہ نہیں مورے پاپن کی کچھ تہاہ نہیں
یارب اغفرلی وارحمنی کہ تو ربِّ غفور کہاوت ہے

سب ماتا پتا اور کل ناری اس سیدنا کے بلہاری
یاربِّ ہب لی امت کو جو ہر کو کوت سناوت ہے

اک ماہ مدن گورا سا بدن نیچی نظریں کل کی خبریں
کملی اوڑہے زلفیں چھوڑے دل چھینت ہے من بھاوت ہے

اوگن کی گھٹائیں ہیں چھائیں کرپا ہو اکبر کی مائیں
اے کلجگ ست جگ کے سائیں تو کل کی لاج رکھاوت ہے

بہر صورتے دلپذیر آمدی	بخوبی چو گل بے نظیر آمدی

بھر رنگ شد قدرت آشکار ۔۔۔ علٰے کل شئے قدیر آمدی
فلمّا تجلّٰے الی الکائنات ۔۔۔ بشانِ بشیر و نذیر آمدی
علی نام کردی بہ ملک عرب ۔۔۔ بسوئے غریباں امیر آمدی
بمنصور بانگ انا الحق زدی ۔۔۔ بسلطاں پئے دار و گیر آمدی
باشکال بہار ریختی رنگہا ۔۔۔ بنوعے سمیع و بصیر آمدی

بگیر آنچہ میخواہی اکبر بگیر
بدرگاہِ وارث فقیر آمدی

بتوں میں کیوں یہ شانِ کبریائی ہوتی جاتی ہے
کہ ان کے حکم میں ساری خدائی ہوتی جاتی ہے

وہ برسوں سے خفا تھے مدتوں سے روٹھے بیٹھے تھے
خدا کا شکر ہے اب تو رسائی ہوتی جاتی ہے

میں اُن کو پیار کرتا ہوں وہ مجھ کو گالی دیتے ہیں
بھلائی کرتا جاتا ہوں برائی ہوتی جاتی ہے

زمیں کوئے جاناں میں ہے گنجائش قیامت کی
کہ لاکھوں مرنے والوں کی سمائی ہوتی جاتی ہے

یہ کس بے جرم کا خوں رنگ لایا کوئے قاتل میں
در و دیوار کی رنگت حنائی ہوتی جاتی ہے

اگر ملنا نہیں منظور تھا تو صاف کہہ دیتے
یہ کیوں در پردہ ہم سے بے وفائی ہوتی جاتی ہے

کیا دس بیس کا خون اور پھر کہتے ہیں شوخی سے
ہمارے ہاتھ میں اب تو صفائی ہوتی جاتی ہے

ہزاروں مشکلیں درپیش آئی تھیں مگر اکبر
علی کے نام سے مشکل کشائی ہوتی جاتی ہے۔

بکا ہوں جا کے ایسے جوہری کے ہاتھ میں اکبر
بقا باللہ تک اپنی رسائی ہوتی جاتی ہے

درشان سراپا فیضان حضرت شیخ بابا فرید الدین مسعود شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ

گنج شکر فرید الدین بابا دہولے گنبد والے

فرد الحق فرد الافراد تو ہے ولی مادر زاد
تجھپر فدا ہیں غوث اوتاد جن و بشر ترے متوالے
تازہ کی عرفان کی کشت تجھسے چمن چمن ہے چشت
تونے کھولا در بہشت جو نکلے وہ جنت پا لے۔
قطب الدین کے دلدار ہند الولی کا تم پر پیار
تم ہو نبیوں کے سردار مردہ طیر جلانے والے
ذات خدا تو مقبول صابر ترے چمن کا پھول۔
تجھپر عاشق نبی رسول حور و ملک تیرے متوالے

اکبر تیر امدحت سنج اس سے دوئی کا کھودے رنج
دے وحدت کے شکر کا گنج شکر بانٹنے والے

ہیں بندہ عاصی تیرا تو میرا ستار	گنہ میرے سب بخشدے نام تیرا غفار

نام تیرا غفار گنہ کی گٹھڑی سر پہ لا یا
کیسے کیسے فعل کئے جب شیطاں نے بہکایا

کہیں ٹھکانا ملا نہیں جب تیرے در پہ آیا
محشر کے دن کرم کا تیرے ہو اکبر پر سایا

تجھی سے ہو نستارہ تو کل کا کھیو نہار ا پار ہو بیڑا ہمارا
تو سب کا سرتاج تجھے داہو وے سنسارا

رنگ دیگر

ہے وارث تیری عجب البیلی سرکار

سرکار وارث مجھکو بنا دے سلطان
سرکار وارث اپنا دکھا دے دیدار
سرکار وارث لیلی اشرفی دس پانچ
سرکار وارث پھر میں کروں کیا کام

نئی نئی رے اکبر دنیا کا لالچ پڑجائے
نئی نئی رے اکبر طور کی طرح جلجائے
نئی نئی رے اکبر شو تو نکا کام نائے
سن سن رے اکبر یاد ہماری کئی جائے

رنگ دیگر

سرکار وارث یاد سے تیری کیا فیض
سن سن رے اکبر دو نو جہاں میں سکھ پائے

یاں بھی ہوتے جانا یار کالی کالی زلفوں والے

کیوں نہ آئے ہم کو پیار گورے گورے ہیں رخسار
اور پھر ابروہیں خم دار اُنپر بال گھونگر والے
ہو بھی جاتی ہے تکرار پھر بھی ملتے ہیں آ یار
اتنا تو کیوں ہے بیزار جھگڑے لڑے نہ دیتے چالے
تجھ سے کہتے ہم کب سے ڈر تو حق کے قہر و غضب سے
لڑتے پھرتے ہیں یہ سب سے اپنی آنکھوں کو سمجھالے
اک دن میں نے اُن سے پوچھا اتنا کیوں کرتے ہو نخرہ

بولے ہم ہیں حسن میں یکتا میرے جوبن کے متوالے

دیکھا غور سے اور پہچانا - بولا جوڑ کے پھر یارانہ

اکدن میرے گھر بھی آنا اکبرؔ غزل بنانیوالے

لاکھوں پھرتے ہیں اے یار تیرے جوبن کے متوالے

ملا تھا مشکل سے اک یار ہوگئی بوسوں پر تکرار

اچھے ہوتے ہیں دلدار لیکن پالا خدا نہ ڈالے

کبتک غم میں ہوں اداس ہونہیں جینے سے بے آس

یا تو آجا میرے پاس ورنہ مجھکو وہاں بُلالے

پہلے تو نے شکل دکھائی پھر تو کہاں رہا ہرجائی

مجھکو راتوں نیند نہ آئی چل گئے غم کے دل پر بھالے

میں نے کہا کہ اے محبوب تجھکو ہم بھی ہیں مرغوب

بولا ہنسکر وہ کیا خوب آئے بات بنانے والے

رنگ	اکبرؔ یہاں ہوئے لاچار زہری گیسو تھے خمدار انپر پڑے خدا کی مار میرے دلکو ڈس گئے کالے	دیگر

کیا پھولوں میں بکتا ہے جوبن تول تول تول

دل بنا دشوار نہیں ہے جان بھی لے انکار نہیں ہے

یوسف ثانی کیا ہے تیرا مول مول مول

پیشانی کیا نکھر رہی ہے زلف کی ناگن بکھر رہی ہے

زہر پلاتی ہے عاشق کو گھول گھول گھول

آنکھ میں شوخی دلمیں شرارت آنکھ لڑی تو کردی غارت

باتیں ہیں پیچیدہ کیا کیا گول گول گول

غیروں کے گھر جائیگا کبتک صنم ہیں تڑپائیگا کبتک
بیٹھا ہے کیا چپکا چپ کا بول بول بول

رنگ	اکبرِ عاشق در پہ کھڑا ہے دروازہ کیوں بند پڑا ہے گھر میں بلالے کنڈی تالا کھول کھول کھول	دیگر

خاک میں ملایا ظالم عشق نے ہمیں

یار نے ہم سے خاک چھنوائی	مجنوں بنایا ظالم عشق نے ہمیں
یار کے کارن دہونی رمائی	جوگی بنایا ظالم عشق نے ہمیں
تارے گنتے رین گنوائی	سارے دن رلایا ظالم عشق نے ہمیں
ملک ملک میں ہوئی رسوائی	خوب ہی ستایا ظالم عشق نے ہمیں
یار نے جب سے صورت دکھائی	وحشی بنایا ظالم عشق نے ہمیں

اکبرِ عرب کی لگی نہ پائی
دربدر پھرایا ظالم عشق نے ہمیں

خواجہ لیجو خبر یا ہماری رے
کر لیجے وعدہ آج تو بوس و کنار کا ۔ دل توڑتے ہو کیوں کسی امیدوار کا
گذری جائے عمر یا ہماری رے
پوچھا کہ حال کیا ہے دل بیقرار کا ۔ ہمنے کہا کہ شکر ہے پروردگار کا
سونی رہ گئی اٹریا ہماری رے
ہیں عندلیب ہوں چمن کوئے یار کا ۔ صیاد چھوڑ دے کہ ہے موسم بہار کا
بھر دے بھر دے گگریا ہماری رے
آتے ہی بولے وقت ہے بوس و کنار کا ۔ منہ چوم لوں میں ایسے محبت شعار کا
سجگئی سجگئی سجریا ہماری رے

جس گل سے تھی امید چڑہائیگا لاکے پھول - گل کر گیا چراغ وہ میرے مزار کا
پھر نہ لیتی خبر یا ہماری رے
نیکی بدی کیطرح جو یوسونکو گنتے ہو - یہ رات وصل کی ہی کہ ہے دن شمار کا
اب تو سن لو سنوریا ہماری رے
اچھا نہیں غبار دعا پڑہتے جائیے - مدفن ہے راستہ میں کسی خاکسار کا
بھولے آگئی نگریا ہماری رے
اکبر خدا کے سامنے یونہی چلے چلو - فریاد لب پہ ہاتھہ میں دامن ہے یار کا
یونہی ہوگئی گجریا ہماری رے

نوحۂ پُر غم

عرض کرتی تھی رو رو کے صغرا مجھکو لیتے چلو ساتھہ بابا
چھوڑے جاتے ہو یاں کسپہ تنہا مجھکو لیتے چلو ساتھہ بابا
ہیں مدینہ کی سنسان گلیاں یاں برادر نہ خواہر نہ اماں
کون بیکس کو دیگا دلاسا مجھہ کو لیتے چلو ساتھہ بابا
تمسے کوئی سواری نہ لونگی کربلا تک میں پیدل چلونگی
اب جدائی نہیں ہے گوارا مجھہ کو لیتے چلو ساتھہ بابا
اپنے محمل کو ٹھیرائیے گا آؤ گے کب یہ فرمائیے گا
بے تمہارے رہونگی نہ زندہ مجھکو لیتے چلو ساتھہ بابا
کون فریاد و زاری سنیگا کون بیکس کو تسکین دیگا
مجھکو لیتے چلو ساتھہ بابا مجھکو لیتے چلو ساتھہ بابا
راستے میں کراہوں تو کہنا کچھہ دوا تم سے چاہوں تو کہنا

اب نہیں ہوں میں بیمار حاشا مجھکو لیتے چلو ساتھہ بابا
گھر میں کسطرح تنہا رہونگی میں تو صغرا کو جانے نہ دونگی
یا تو تم اسکو بھی چھوڑ و یہیں یا مجھہ کو لیتے چلو ساتھہ بابا
کیا لکھوں غم کا اکبر فسانہ ہو گیا قافلہ سب روانہ
رہ گئی کہتی ہیہات صغرا مجھہ کو لیتے چلو ساتھہ بابا

بولی زینب یہ لاشہ پہ رو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
جان قربان ہو میری تمپر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر

میری آغوش الفت کے پالے میرے بھائی کے گھر کے اُجالے
خاک و خوں پر نہ تکیہ نہ بستر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
ہائے اس فکر میں ہوں نہیں غمگیں کسطرح ہو گی تجہیز و تکفین
یاں کفن بھی نہیں ہی میسر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
مجھکو بھی اسقدر تم سی اُلفت آگے آتی جو نورانی صورت
دیکھتی بھی نہ تھی آنکھہ بھر کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
مینے پالا تھا مجھسے تو بولو لاڈلے اپنی آنکھیں تو کھولو
جاگو جاگو شبیہہ پیمبر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
اٹھو اٹھو نبی کے نواسے کچھہ تو بولو مرے بھوکے پیاسے
دیکھہ لو تو ذرا سر اُٹھا کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر
تھی یہ خواہش کہ دولہا بناتی میں تو شادی تمہاری رچاتی
مٹ گئیں حسرتیں خاک ہو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر

کیا لکھوں غم کی اکبر حقیقت ہو گئی بیکسونکی جو حالت
جب کیا بین زینب نے رو کر سو رہے ہو کہاں ہائے اکبر

محبت دادهٔ یاری نہ کردی
علاج ایسیح بیماری نہ کردی

خیالے بر جفا کاری نہ کردی
کہ ترکِ عاشق آزاری نہ کردی

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غم خواری نکردی

صنم ترک جفا کاری بھی کرتے
دیا تھا غم تو غمخواری بھی کرتے

محبت تھی تو کچھ یاری بھی کرتے
لیا تھا دل تو دلداری بھی کرتے

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غم خواری نہ کردی

نہ روکے سے رُکا افسوس افسوس
سنا جس نے کہا افسوس افسوس

میں کرتا ہی رہا افسوس افسوس
یہ تو نے کیا کیا افسوس افسوس

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غم خواری نہ کردی

اگر تھا خلد ہی کا عزم دلخواہ
جو تیری چال سے ہوتا میں آگاہ

لیا ہوتا مجھے بھی اپنے ہمراہ
نکلتی کیوں دلِ مغموم سے آہ

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غم خواری نہ کردی

جدائی میں تیری روتا ہوں دن رات
قیامت تک کو تجھ سے چھٹ گیا ساتھ

خدا جانے کہ کب ہو گی ملاقات
نہیں اب زندگی کا لطف ہیہات

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غم خواری نہ کردی

وہاں گذری ہی کیا کیا تجھپہ جاکر
کبھی تو خواب میں آ اور آکر

میرا دکھ درد سن اپنا سنا کر	میرا دل پھیر دے غم سے رہا کر

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غم خواری نہ کردی

یہ کیوں ہے اسقدر اکبر پہ بیداد اٹھا سکتا نہیں اب غم کی افتاد	لیا تھا دل تو دل کرتے کبھی شاد دریغا حسرتا فریاد فریاد

دلم بردی و دلداری نہ کردی
غمم دادی و غم خواری نہ کردی

مسدس حضوت حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیرے نامِ پاک کی جو لے سند اے غوثِ پاک
کیوں نہ اُس کی ہر بلا ہو جائے رد اے غوثِ پاک
میرے عیبوں کی نہیں ہے کوئی حد اے غوث پاک
جوشزن ہے بحرِ غم کا جذر و مد اے غوث پاک

آئیے امداد کو بہرِ صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

ملتجی ہیں آپسے ہر نیک و بد اے غوث پاک
کرتے ہیں سب اپنی اپنی جد و جہد اے غوثِ پاک
پھر بھی اگر میں بھی مثلِ دام و دد اے غوثِ پاک
در پہ لایا ہوں گناہِ لاتعد اے غوثِ پاک

آئیے امداد کو بہرِ صمد اے غوثِ پاک

الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

اولیا کو ہے تمہارے نام اقدس سے شرف
اصفیا ہیں سرنگوں در پر مؤدب صف بہ صف
آپ کا ارشادِ عالی ہے مُریدی لاتخف
پھر مجھے کیا خوف کیوں حیراں پھروں میں ہر طرف

آئیے امداد کو بہرِ صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

یا محی الدین جیلانی شہِ روشن ضمیر
بیکسوں کے چارہ فرما بے بسوں کے دستگیر
ایک جانِ ناتواں ہے سو بلاؤں میں اسیر
آپ کا ہو کر رہوں دشمن کی آنکھوں میں حقیر

آئیے امداد کو بہرِ صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

ذاتِ اقدس ہے تمہاری فخرِ آدم فخرِ شیث
جو سخن نکلا زباں سے ہے وہ قرآن و حدیث
نام لیتے ہی بلائیں رد ہوں جل جائے خبیث
استغاثہ کیوں نہ پھر تم سے کرے ہر مستغیث

آئیے امداد کو بہرِ صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

درد و دکھ اپنا کہیں کہنے کی عادت ہی نہیں
اور کہیں کیا خاک امیدِ سماعت ہی نہیں

آپ سے تو عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں
آپ خود واقف ہیں اسمیں کوئی حجت ہی نہیں

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

ایک دکھ ہو تو سناؤں ایک غم ہو تو کہوں
ہیں ستم لاکھوں ادھر چشم کرم ہو تو کہوں
جاں کنی سے بھی سوا مشکل ہے کم ہو تو کہوں
تم اگر سن لو مجھے کہنے کا دم ہو تو کہوں

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

مامن عرش معظم خطۂ بغداد ہے
کیوں نہ ہو واں ذات اقدس آپ کی آباد ہے
آج کل مجھ پر نہائت ظلم ہے بیداد ہے
زندگی سے تنگ ہوں فریاد ہے فریاد ہے

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

سلسلے میں آپکے ہوں نام لیوا آپ کا
دونو عالم میں ہے بندہ کو سہارا آپ کا
ہوگیا گر کام میرا نام ہو گا آپ کا
غور تو کیجے کہ کہلاتا ہوں کس کا آپ کا

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوثِ پاک

الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

تم کو مانا ہے معظم ہر خدا آگاہ نے
غرقِ وحدت کر دیے صدہا تمہاری چاہ نے
فیض پایا تم سے لاکھوں اولیاء اللہ نے
عرض کی ہے یوں فقیروں کیطرح ہر شاہ نے

آیئے امداد کو بہر صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

فاطمہ کے گل علی کے ماہ اب کیا دیر ہے
جلد مقصد کی نکالو راہ اب کیا دیر ہے
آبرو پر آبنی ہے آہ اب کیا دیر ہے
آقا اب کیا دیر ہے یا شاہ اب کیا دیر ہے

آیئے امداد کو بہر صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

سید عالم محمد مصطفےٰ کے واسطے
حضرتِ مولا علی مشکل کشا کے واسطے
بنتِ محبوبِ خدا خیر النساء کے واسطے
آل و اصحاب و شہید کربلاء کے واسطے

آیئے امداد کو بہر صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

بوجھ ہے اندوہ کا دل ڈہ رہا ہے دیر سے
غم پہ غم اکبر ہزاروں سہہ رہا ہے دیر سے

آنکھ سے آنسو یہ آنسو بہہ رہا ہے دیر سے
منہ سوئے بغداد ہے یہ کہہ رہا ہے دیر سے

آئیے امداد کو بہر صمد اے غوثِ پاک
الغیاث اے غوثِ اعظم المدد اے غوثِ پاک

شجرۂ قادریہ رزاقیہ وارثیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ اٰلِ محمّدٍ بعددِ کُلِّ شیٍ معلومٍ لّک

اے خدا اپنے محمدؐ مصطفٰےؐ کے واسطے
حیدرؑ و صفدر علیؑ مشکلکشا کیواسطے

حضرت حسنینؑ و عابدؑ باقرؑ و جعفرؑ امام
موسٰیؑ کاظم شہ موسٰیؑ رضا کیواسطے

حضرت معروف کرخیؒ سریؒ سقطیؒ جنیدؒ
شبلیؒ و عبدالعزیزؒ پر رضا کیواسطے

عبدؒ واحد بوالفرحؒ طرطوس حضرت بوالحسنؒ
بوسعیدؒ باسعادت پارسا کیواسطے

وارثِ ارثِ علی و دستگیر بیکساں
غوثِ اعظمؒ افتخارِ اولیا کیواسطے

سنہ وصال ۱؎ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ میں وصال ہوا مزار اقدس مدینہ شریف ۲؎ ۲۰ یا ۲۱ رمضان ۴۰ھ میں وصال ہوا مزار پاک در نجف اشرف ۳؎ ۱۰ محرم ۶۱ھ میں شہادت پائی مزار پاک در کربلا معلےٰ ۴؎ ۲۸ محرم ۸۳ھ میں زہر سے شہید ہوئے مزار پاک در جنت البقیع ۵؎ ذی الحجہ ۱۱۴ھ میں وصال ہوا مزار پاک در جنت البقیع ۶؎ ۱۲ ربیع الاول ۹۵ھ میں وصال ہوا در جنت البقیع ۷؎ ۵ رجب ۸۳ھ میں وصال ہوا مزار پاک در بغداد شریف ۸؎ ۲۱ رمضان ۸۰ھ میں زہر سے شہید ہوئے مزار پاک در خراسان ۹؎ ۲ محرم ۲۰۰ھ میں وصال ہوا مزار پاک در بغداد شریف ۱۰؎ ۳ یا ۲۳ رمضان ۱۵۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک در بغداد شریف ۱۱؎ ۲۷ رمضان ۹۷ھ میں وصال ہوا مزار پاک در بغداد شریف ۱۲؎ ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک در بغداد شریف ۱۳؎ ۲۰ جمادی الثانی ۲۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار در مقبرہ امام حنبل ۱۴؎ یکم محرم ۴۵۶ھ میں وصال ہوا ۱۵؎ ۱۷ محرم ۴۵۶ھ میں وصال ہوا ۱۶؎ یکم محرم ۵۱۲ھ وصال ہوا ۱۷؎ ۱۰ ربیع الاول ۵۵۳ھ میں وصال ہوا مزار شریف در بغداد شریف ۱۲

عبدالرزاق و شہ سید محمد پیشوا — سید احمد صاحب جود و سخا کیواسطے

حضرت سید علی و خواجہ موسیٰ خطاب — شاہ دیں سید حسن اہل صفا کیواسطے

شیخ بوالعباس سیدنا بہاؤالدین مست — حضرت سید محمد پیشوا کے واسطے

ہادی برحق جلال سرور بھکر فرید — شاہ ابراہیم شیخ باصفا کے واسطے

شیخ ابراہیم و سیدنا امان اللہ شاہ — حضرت شاہ حسین مقتدا کے واسطے

حضرت شاہ ہدایت عارف و کامل ولی — سید عبدالصمد شاہِ ہدیٰ کیواسطے

عبدالرزاق و جناب سید اسمٰعیل شاہ — سرور دیں شاکر اللہ رہنما کیواسطے

شاہ دیں حضرت نجات اللہ فخر اولیا — حاجی خادم علی رہنما کے واسطے

حافظ و حاجی و آل مصطفیٰ وارث علی — فخر عالم شاہ تسلیم و رضا کیواسطے

ہے یہ اکبر کے ہو سایہ اُن بزرگوں کا مدام — خاندان قادری باصفا کے واسطے

جو پڑھیں پائیں مرادیں اور سب کی قبر میں — کھولدے فردوس سے کھڑکی ہوا کیواسطے

جو اسے پڑھتا رہے پڑھتا رہے بس ذوق شوق — انبیا کے اولیا کے اصفیا کے واسطے

اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلٰی صِرَاطِ الْمُسْتَقِیْم

پڑھے جو روز بزرگان چشت کا شجرہ
وہ پائے فضل خدا سے بہشت کا ثمرہ

وصال ... شوال سنہ ... میں وصال ہوا مزار در بغداد شریف متصل ... ۱۲ ... ھ

در جیلان ... میں وصال ہوا مزار ... ۲۹ ... ہجری

۴ وصال ہوا ۲۰۰ھ ۱۰ صفر ۲۳۷ھ میں وصال ہوا ۳۰۰ھ ۲۱ شوال ۲۹۴ھ میں وصال ہوا ۵۶ھ ۲ شعبان ۲۶۷ھ میں وصال ہوا مزار در بغداد شریف ۵ھ ۱۷ رجب ۳۸۵ھ میں وصال ہوا ۵ھ ۳ ربیع الاول ۴۸۰ھ میں وصال ہوا ۵۹ھ ۹ رجب ۵۲۵ھ میں وصال ہوا ۱۰ھ ۷ شعبان ۵۸۹ھ میں وصال ہوا ۱۱ھ ۶ رمضان ۶۵۸ھ میں وصال ہوا مزار در بھکر ۱۲ھ ۱۸ رجب ۹۰۰ھ میں وصال ہوا مزار در ملتان ۱۳ھ ۲۳ ذی الحجہ ۹۰۹ھ میں وصال ہوا مزار در بھکر ۱۴ھ ۲ محرم ۹۱۹ھ میں وصال ۱۵ھ ۷ محرم یا ۲ صفر ۹۲۹ھ میں وصال ہوا مزار در ملتان ۱۶ھ ۹ جمادی الثانی ۱۰۶۵ھ میں وصال ہوا مزار در شہر کھمباج ۱۷ھ ۵ ربیع الاول ۱۱۰۹ھ میں وصال ہوا مزار در احمد آباد گجرات ۱۸ھ ۵ شوال ۱۱۳۷ھ میں وصال ہوا مزار در قصبہ ۱۹ھ ۱۳ ذی الحجہ کو وصال ہوا مزار در قصبہ مسولی ضلع بارہ بنکی ۲۰ھ ۸ ذیقعد ۱۱۸۸ھ میں وصال ہوا مزار در موضع ہندولی ضلع بارہ بنکی ۲۱ھ ۵ شعبان ۱۱۳۵ھ میں وصال ہوا مزار در قصبہ کرسی ضلع بارہ بنکی ۲۲ھ ۱۳ یا ۱۴ صفر ۱۱۸۳ھ میں وصال ہوا مزار در لکھنو ۲۳ھ سیدنا خادم علی شاہ ۱۴ صفر ۱۲۵۳ھ میں وصال ہوا مزار در لکھنو محلہ گولہ گنج ۱۲

شجرۂ چشتیہ عالیہ نظامیہ فخریہ وارثیہ

خدا بحرمت ارواح انبیا مدد دے
بحق حضرت مولا علیؓ پاک نہاد
برائے پنجتن پاک و چار یار نبیؐ
طفیل حضرت خواجہ حسنؒ شہ بصری
پئے فضیلت شاہِ فضیلؒ و ابراہیمؒ
امین دیںؒ ہبیرہؒ و خواجہ ممشادؒ
بہ خواجہ ابو احمدؒ بہ بو محمدؒ شاہ
طفیل حضرت مودودؒ و شاہ یوسف چشت
عمر خصال ابوبکر خو علی اوصاف
بخواجہ شہ ہند الولی معین الدینؒ
بحق خواجۂ ما بختیار قطب الدینؒ
بحق حضرت محبوب حق نظام الدینؒ
پئے جناب ولیٔ زماں کمال الدین

پئے محمدؒ و محمود و مصطفیٰ مدد دے
امیر ملک عرب شاہ لافتےٰ مدد دے
ببرکت ہمہ ارواح اولیا مدد دے
بہ عبد واحدؒ سر دار دوسرا مدد دے
سدید دین حذیفہؒ بکارہا مدد دے
بحضرت ابو اسحاقؒ باصفا مدد دے
برائے ناصر دیںؒ شاہِ اتقیا مدد دے
بروح اطہر حاجی شریفؒ ما مدد دے
غنی صفات بہ عثمان باحیاؒ مدد دے
حبیب حق گہر تاج اولیا مدد دے
پئے فرید شکر گنج باسخا مدد دے
نصیر دیںؒ و چراغ رہِ ہدیٰ مدد دے
سراج دینؒ نبی شاہ اصفیا مدد دے

؎۱ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں وصال ہوا مزار اقدس در مدینہ شریف ؎۲ ۲۰ یا ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ھ میں وصال ہوا مزار پاک در نجف اشرف ؎۳ یکم رجب سنہ ۱۱۰ھ میں ہوا وصال ہوا مزار در بصرہ ؎۴ ۲۷ صفر سنہ ۱۷۴ھ میں وصال ہوا مزار در بصرہ ؎۵ ۳ ربیع الاول سنہ ۱۸۷ھ میں وصال ہوا مزار در مکہ شریف ؎۶ ۲۶ جمادی الاول سنہ ۲۶۲ھ میں وصال ہوا مزار در شام ؎۷ ۱۴ یا ۲۰ شوال سنہ ۲۰۲ھ میں وصال ہوا مزار در بصرہ ؎۸ ۵ یا ۷ شوال سنہ ۲۸۰ھ میں وصال ہوا مزار در بصرہ ؎۹ ۳ یا ۱۴ محرم سنہ ۲۹۹ھ میں وصال ہوا مزار در شام ؎۱۰ ۱۲ ربیع الاول یا ۱۴ ربیع الثانی سنہ ۳۲۹ھ میں وصال ہوا مزار در شام ؎۱۱ یکم جمادی الثانی سنہ ۳۹۰ھ میں وصال ہوا مزار پاک در شام ؎۱۲ یکم رجب سنہ ۳۲۰ھ میں وصال ہوا مزار در چشت ؎۱۳ یکم رجب سنہ ۴۴۰ھ میں وصال ہوا مزار در چشت ؎۱۴ رجب سنہ ۴۵۵ھ میں وصال ہوا مزار در چشت ؎۱۵ رجب سنہ ۵۸۴ھ میں وصال ہوا مزار در زندانہ ؎۱۶ ۶ شوال سنہ ۶۰۶ھ میں وصال ہوا مزار در مکہ معظمہ ؎۱۷ ۶ رجب سنہ ۶۳۲ھ میں وصال ہوا مزار در اجمیر شریف ؎۱۸ ۱۴ ربیع الاول سنہ ۶۳۳ھ میں وصال ہوا مزار در مہرولی ؎۱۹ ۵ محرم سنہ ۶۶۴ھ میں وصال ہوا مزار در پاک پٹن ؎۲۰ ۱۳ یا ۱۸ ربیع الاول سنہ ۷۲۵ھ وصال ہوا مزار در دہلی ؎۲۱ ۱۸ رمضان سنہ ۷۵۷ھ میں وصال ہوا مزار در چراغ دہلی ؎۲۲ ۲۷ ذی قعدہ میں وصال ہوا مزار در چراغ دہلی ؎۲۳ ۲۱ جمادی الاول سنہ ۷۹۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار در پاک پٹن ۱۲

بہ علم دینؒ و بہ راجن شہنشہ محمودؒ — جمال دینؒ چمن شاہ حق نما مدد دے
پئے جناب محمد حسنؒ محمدؒ شاہ — برائے خواجہ یحییٰؒ شہ عطا مدد دے
طفیل حضرت شاہنشہ کلیمؒ اللہ — نظام دینؒ نبی معدن سخا مدد دے
بحق فخر دو عالم حضور فخر الدینؒ — بہ قطب دین محمدؒ شہ ہدیٰ مدد دے
بحرمت شہ ارض و سما جمال الدینؒ — برائے شاہ عبادؒ اللہ پیشوا مدد دے
طفیل حضرت شاہ بلندؒ و سیدنا — جناب حاجی خادم علیؒ بما مدد دے
بحق حضرت وارث علیؒ شہ کونین — پناہ جن و بشر حرز دو سرا مدد دے
بہر مصیبت و ہر درد و ہر تباہی ما — طفیل اکبر مداح مصطفیٰ مدد دے
برائے جملہ بزرگان چشت اکبر را — بدہ محبت خود ہم بہر بلا مدد دے

اللھم ثبت قدمی علی صراط المستقیم آمین یا رب العلمین

قصیدہ در تہنیت جشن جوبلی شصت سالہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند و انگلینڈ دامت اقبالہا۔

بلبلیں گل کی ادا کرتی ہیں شکر اپنے ہزار — کس سے ہو سکتا ہی حقا تیری نعمت کا شمار
پھول پتی سی چمن کے ہے عیاں شادابی — در و دیوار سے پیدا ہیں خوشی کے آثار
اے شان ہی کیا باعث تفریح چمن — پھول گلشن میں سماتے نہیں پھولوں میں بہار
برگ برگ گل گلشن سی ٹپکتی ہے خوشی — شاخ شاخ چمنستاں پہ عنادل ہے نثار

سلہ ۲۶ صفر میں وصال ہوا مزار در پاکپٹن سلہ ۲ ذالحجہ میں وصال ہوا مزار در احمد آباد گجرات سلہ ۲۸ ذیقعدہ سنہ میں وصال ہوا سلہ ۲۹ ربیع الاول سنہ میں وصال ہوا مزار در احمد آباد گجرات سلہ صفر سنہ ۱۱۲۲ میں وصال ہوا مزار در مدینہ شریف سلہ ۲۴ ربیع الاول سنہ ۱۱۴۲ میں وصال ہوا مزار در دہلی سلہ ۱۲ ذیقعدہ میں وصال ہوا مزار در اورنگ آباد سلہ ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۱۹۹ میں وصال ہوا مزار در مہرولی سلہ ۵ جمادی الثانی میں وصال ہوا مزار در مدینہ شریف سلہ ۱۲ ربیع الثانی کو وصال ہوا سلہ ۷ رجب میں آپ کا وصال ہوا ۱۲۱۱ھ ۲۲ محرم کو آپ کا وصال ہوا ۱۲۳۰ھ سیدنا خادم علی شاہ صاحب کا ۱۴ صفر سنہ ۱۲۵۲ ہجری کو وصال ہوا مزار در لکھنؤ محلہ گولہ گنج سلہ سیدنا وارث علی صاحب یکم صفر سنہ ۱۳۲۳ میں وصال فرمایا آپ کا مزار مبارک دیوہ شریف میں ہے ۱۲

اب ہیں یوں خندہ بلب نیم شگفتہ غنچے — جیسے ساکت یہ تبسم ہوں بتان عیار
باغ میں نرگس شہلا سے یہ لالہ نے کہا — کہ مرا رنگ تری چشم خماریں پہ نثار
دلکش و دلبر و دلدار دل آرام ہے آج — ناز گل طرز صبا آن فضا شان بہار
وہ پڑہوں مطلع نو بلبل شیراز بھی ہو — جوش نیرنگئی گلزار طبیعت پہ نثار
برسر شاخ ہے یوں جلوۂ گلہائے بہار — لیڈیاں جیسے کہ ہوں ٹمٹم زریں پہ سوار
یوں محافوں پہ گل ترکی ہے جان بلبل — جسطرح محمل لیلےٰ پہ دل قیس نثار
طوطیاں گاتی ہیں کیوں عیش و طرب کے نغمے — بلبلیں پڑہتی ہیں کیوں لطف و خوشی کے اشعار
جوبلی آج ہے اُس شاہ حشم کی جس کی — دہوم ہے تا عرب و چین و فراسین و تتار
ملکۂ قیصرۂ ہند شہنشاہ شہاں — ملک اوصاف فلک مرتبت و کوہ وقار
اختر برج شرف مہر سماء اجلال — گوہر درج ایالت مہ گردون وقار
معدن فضل و نعم مظہر الطاف سخا — مخزن لطف و کرم مصدر جود و ایثار
فیض بخش شرفا حامی مظلوم و حقیر — دستگیر غربا ماحی مکر عیّار
زینت تخت شہی زیب سریر اقبال — رونق دین مسیح و ملک چرخ حصار
تو ہے وہ ابر کرم جسکے سبب سے ہی نہال — انگلستاں کا چمن گلشن لندن کی بہار
تھی تحکم کو ترے حاجت پیمائش ملک — نہ ملا جبکہ مساحت کا کوئی لائق کار
فخر گردوں کہ ہوا مہتمم پیمائش — ناپتا پھرتا ہے معمورہ و دشت کہسار
اک زمانے کو ترے نظم و نسق کے باعث — وہ ملے راحت و آرام نہیں جن کا شمار
ڈاک ہی جسکی رسائی کو سواری کو ہے ریل — پمپ ہیں پانی پلانے کو خبر دینے کو تار
مدرسے درس کو رہ رو کو مسافر خانے — کھانے بھوکوں کو شفاخانے برائے بیمار
قید بدکار کو آرام ہے نیک معاش — حاکم انصاف کو فریاد رسی کو دربار
چشم انجم سے فلک دیکھ رہا ہے کہ نہ ہو — تیرے دوران حکومت کو کوئی کج رفتار

نیرِ انشور حکومت ہی یوں عالم میں زوال / جسطرح خطۂ یونان میں ترکی تلوار

اب سخن سنج دعا بالغ فصاحت ہیں یوں / اکبرِ شوخ زباں بلبلِ شیریں گفتار

ہو زمانے میں ترے حکم کا سکہ جاری / صورتِ شمس و قمر تا روش لیل و نہار

خیر خواہوں کے ہوں پُر دامن گلہائے مراد / اور بدخواہوں کی آنکھوں میں کھٹکتے رہیں خار

قطعۂ تاریخ وصال سرکار عالم پناہ قبلہ وکعبہ سیدنا و مولٰنا سید حاجی وارث علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مشتملبر مختصر احوال بیعت مصنف کتاب ہذا

پتہ نہیں تھا مجھے کون ہوں میں کیا ہوں میں / ملی نہیں تھی کہیں اپنے مدعا کی خبر

وہ کون تھا جو عدم سے وجود میں لایا / وہ کون ہے جو ہے ان صنعتوں کا کاریگر

یہ حال مولوی صاحب سے جا کے پوچھا تھا / دماغ چاٹ گئے کی نہ مدعا پہ نظر

روایتوں نے حدیثوں سے خوب سمجھایا / مگر مآل تھا اس قیل و قال سے باہر

بہت فریق ہیں جنکے جدا جدا ہیں طریق / بہت طریق ہیں جنکی الگ الگ ہے ڈگر

خدا خدا ہے کہیں اور گاڈ گاڈ کہیں / علی علی ہے کہیں اور ہے کہیں ہر ہر

چلا تلاش میں ہر کے کبھی سوئے متھرا / گیا کبھی گرونانک کی سمت امرتسر

بنی ہوئی ہیں کہیں طرح طرح کی تصویر / سجے ہوئے ہیں کہیں بھانت بھانت کے پتھر

طریق پادریوں کی نگاہ سے گذرے / برہمنوں کی کتھا کان سے سنی اکثر

کبھی خدا کی عبادت کو حجرۂ مسجد / کبھی بتوں کی پرستش کو گوشۂ مندر

نصیریوں میں اگر کہہ دیا علی کو خدا / تو دہریوں میں خدا بن گیا میں خود جا کر

کہیں ہیں صوفیوں کے حال قال میں خوشحال / کبھی میں رند خراباتیوں میں خاک بسر

منجموں میں ستاروں پہ خوب بحثیں کیں / سخنوروں میں سخن کے پلٹ دیے دفتر

اسی تلاش میں پھرتا رہا بہت دن تک
بھٹکتا پھرتا رہا جا بجا کی چھانی خاک
کہیں ہوا نہ مرا مقصدِ دلی حاصل
باتفاق سلیمان شہ کی کوٹھی میں
تمام شہر میں شہرت ہوئی جو آنے کی
غرض گیا تو وہاں جاکے دیکھتا کیا ہوں
خود اپنے بیٹھے ہیں پیلا بندھا ہوا احرام
ضعیف عمر نہایت حسین زود کلام
سخن رہا نہیں سخن میں بچپن پچپن میں بہار
شبیہ پاک یہ شبہہ تھا کہ دنیا میں
تھی رنگ حسن میں ہاں سپیدی و سرخی
رخِ ملیح سے اس غوثِ وقت کی روشن
گئے ہوئے کئی حج اور ملک ملک کی سیر
مہک رہا تھا وہ کمرہ تمام خوشبو سے
مگر سمجھ میں نہ آیا کہ ماجرا کیا ہے
فقیر صوفی و مست و قلندر و مجذوب
انار چھٹتے تھے باجے خوشی کے بجتے تھے
مرے دماغ میں اوٹھی بھری تو سبب کی
خلافِ شرع جو دو تین باتیں دیکھیں وہاں
نہ تھی نگاہ مری اونکے دید کے قابل
یہاں سے جاکے بہت دن میں پھر خدا کی شان

اسی ہول میں مجھکو گیا زمانہ گذر
ہوا اودہر نہ اودہر رہ گیا خیال ادہر
کسی جگہ نہ لگا نخلِ آرزو میں ثمر
بڑے بزرگ کہیں سے ہیں ہوئے مقیم آکر
کسی نے مجھسے بھی آکر کہا کہ چل اکبر
ہے اک سجے ہوئے کمرے میں مخملی بستر
ادہر اودہر کھڑے خادم ہلا رہے تھے چنور
سخن سے معجزے پیدا نگاہِ جادوگر
روش قدم میں روش ہیں ادا ادا میں اثر
جھلک دکھاتا ہے وارث علی سے دل جل کر
کہ حل کیا ہے قدرت نے لعل میں گوہر
تجمل شہِ لولاک جلوۂ حیدر
لئے ہوئے وہ خزانہ کہ کل فدا جس پر
دمک رہا تھا تجلی سے اسکا سارا گھر
کہ جمع تھے وہاں ہر فن کے جملہ اہلِ ہنر
فقیہ عالم و جہال و اکبر و اصغر
سرود رقص کے سامان تھے جمع کوٹھی پر
تو پاؤں میں ملا نہ پن کا تھا چکر
سلام دور سے کر کے میں لوٹ آیا گھر
کہ پاک ذات خدا ہے عیاں بشکلِ بشر
علیگڈھ آئے یہ مولا علی کے لختِ جگر

وہاں ہیں آپکے اک جاں نثار قطب جہاں | امین وارثی حافظ حسن فرشتہ سیر
جلیس محفل وارث انیس بزم شہود | ولی خالق و مقبول درگہ داور
اُنہوں نے مجھکو بلا کر کیا حضور میں پیش | حضور نے مجھے دیکھا بغور اور ہنسکر
کہا کہ آج تو آیا ہی اتنے دن کے بعد | کہاں گئے جو وہ پہلے خیال تھے ابتر
میں اس خیال سے اپنے بہت ہوا نادم | چلا گیا جو اول میں بدگماں ہو کر
خیال فاسدہ سے ہو کے اپنے شرمندہ | جھکا لیا جو خجالت سے مینے اپنا سر
گرا کے زانو پہ مکا کیا کمر میں رسید | پکڑ کے ہاتھ لگا دی نگاہ کی ٹھوکر
مذاق حسن پرستی سے پُر کیا شیشہ | شراب عشق سے بھر کر پلا دیا ساغر
بتا دیا مجھے جو جان بوجھ سی تھا الگ | دکھا دیا مجھے جو دیکھنے سے تھا باہر
اُٹھا دیا من و تو کا حجاب آنکھوں سے | پڑھا دیا انا فی کلّ شیٔ کا ڈیڑھ انچھر
بڑے کریم بڑے مہرباں غریب نواز | بڑے رحیم بڑے قدرداں کرم گستر
کہوں میں کیا کئے جو جو کرم ہیں حضرت نے | لکھوں میں کیا ہوئیں کیا کیا عنایتیں مجھپر
وہ ذالقہ کہ زباں جسکا کچھ بیاں نہ کرے | چکھایا پھر مجھے دیوہ شریف بلوا کر
اگر ہزار سمندر کی روشنائی ہو | اس آفتاب کی توصیف ہو نہ ذرہ بھر
وہاں تو پیری مریدی کی کچھ غرض ہی نہ تھی | وہ اپنا شیفتہ کرتے تھے اپنی صورت پر
بنا کے اپنا مجھے ہر طرح کا دیوانہ | کیا حضور نے تہ خانۂ زمیں میں گذر
فلک پہ چھا گئیں تاریکیاں اُداسی کی | زمین ہونے لگی زلزلہ سے زیر و زبر
چھپا وہ عاشق مولا جہان کا معشوق | ہزار جاہ و حشم سے زمین کے اندر
نماز صبح سے پہلے قریب چار بجے | کیا ہے نور کے تڑکے یکم صفر کو سفر

قطعہ ٦ | ندا یہ غیب سے آئی حضور کی تاریخ
ہے وصل وارث کونین کعبۂ انور
۲۲ ۱۲ ع | [illegible]

محرم ہو گیا پہلی صفر کو
تم اُٹھے دل میں اُٹھا درد جاں کاہ

الٰہی کیا قیامت آ گئی ہے
کہ مشرق میں یکم کو چھپ گیا ماہ

گئے کیوں قدس میں اے ہادیِ خلق
کہیں قدسی ہوئے جاتے تھے گمراہ

اگر دل میں نہیں ہے درد تیرا
نکلتی ہے یہ کیوں بیساختہ آہ

جہاں میں آشنا نا آشنا کو
ترائی ہے مرے یوسف تیری چاہ

وہ کہتا تھا جو تم کو دیکھتا تھا
زباں سے صاف صاف اللہ اللہ

یہ لکھ دو مصرعۂ تاریخ اکبر
ہے مقبول ابد وارث علی شاہ ۱۲ ۲۲

قطعات تاریخ انتقال والدہ صاحبہ مخدومہ و مکرمہ دیوان ہذا سلمہا اللہ تعالیٰ

فقرہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مُحَمَّدِیْ **تاریخ**

شد بجنت محمدی بیگم
عابدہ زاہدہ ولیِ زمن

اکبر اندر مزار پاکش باد
شمع نور محمدی روشن ۱۳۲۲ھ

خاتون پاک حدود رفت از مقام کثرت
شانِ صفات ایزد در ذات ایزدی شد

از بہر سال اکبر شد ایں ندا ز مُلہم
نورِ محمدی شد ۲۴ ۱۳ نورِ محمدی شد

جب والدہ ماجدہ اکبرِ عاصی
جنت میں ہوئیں محوِ تجلائے محمد

آئی یہ ندا مُلہم دربارِ خدا سے
تاریخ لکھو بخشش زیبائے محمد ۱۳۲۲ھ

قطعات و رباعیات

آفاق میں شہرہ ہی ترے شعر و سخن کا
بندش کا مضامین کے بیساختہ پن کا

بھڑکا دیا نغموں نے ترے اہلِ سخن کو
اکبر ہے کہ بلبل ہے فصاحت کے چمن کا

دیگر

جو سخندانِ فصاحت ہیں انہیں معلوم ہے
جلیا فیض حضرت یزدانی مرحوم ہے

کیوں نہ چومیں بلبلیں آ آ کے گلشن کے قدم
جا بجا اکبر کی گلزار سخن میں دھوم ہے

دیگر

اکبر ہی غضب سحر بیاں فیض سخن سے
کونین میں تا حشر تو آباد رہے گا
جب اہل سخن کو کہ ہے تجدید کا دعویٰ
ہونگے ترے شاگرد تو اُستاد رہے گا

حضرت مصنف کا بہت سا کلام چوری ہو گیا تھا سو یہ قطعہ لکھا گیا تھا

چرا کے لیگئے افسوس بد شعار غزل
گئی ہیں چوری میں اکبر کی بیشمار غزل
غزل کو میری چرانے سے فائدہ کیا ہے
مجھے چرا کے میں لکھدوں ابھی ہزار غزل

شکریہ بارش

گھٹائیں جھک رہی ہیں کالی کالی
نہاں داغ سیہ کاری ہوا آج
پڑھیں سب مومنیں الحمدللہ
نزول رحمت باری ہوا آج

عیدی عید الفطر

روزہ دار و نکی زبانپر نغمۂ توحید ہے
شادمانی سے شگفتہ غنچۂ امید ہے
صورت شیر و شکر ملتے ہیں خوش ہو ہو کے سب
اے مسلمانو مبارک ہو کہ روز عید ہے

ہولی

لٹا رہے ہیں رنگیں خیال ہولی میں
اڑا رہے ہیں عبیر و گلال ہولی میں
کہیں ہے رقص کہیں ہے سوانگ کا جلسہ
کوئی گلابی کوئی لال لال ہولی میں

دعا بہ درگاہ قاضی الحاجات

مومنو وقت رحمت رب ہے
اب وہ مانگو جو دل کا مطلب ہے
سب کو رب غفور دیتا ہے
ہے وہ داتا ضرور دیتا ہے

انکساری سے مانگ لو سب کچھ
اے خدا اے کریم اے سبحان
ہے غفور الرحیم تیرا نام
توہی دیر و حرم کا ہے والی
درد میں دکھ میں سب کے ساتھ ہے تو
ہے تو دکھئے دلوں کا چارہ ساز
بات بگڑی ہوئی بناتا ہے
مے کدوں والے معرفت والے
بطفیل محمدؐ عربی
ہو نگاہ کرم کرم والے
بخش اکل حلال و صدق مقال
نہ ہو دنیا میں کوئی لاوارث
جو کہ اولاد کے ہیں خواہشمند
بے خبر ہم تباہ کاروں کی
بھر کے پیمانہ شریعت دے
ہاں دکھا دے بہار جینے کی
تیرے محبوب کی ہیں امت میں
جس جگہ مومنوں کا مدفن ہو
باپ ماں بھائی اور کل مومن
ہوں نہ میزانِ عدل میں ہلکے
دونو عالم میں آبرو دینا

ذاتِ باری سے مانگ لو سب کچھ
اے احد اے بصیر اے رحمان
بخشنا ہے قدیم تیرا کام
تجھ سے کوئی جگہ نہیں خالی
کل کا حلال مشکلات ہے تو۔
اے میرے کبیر یا غریب نواز
ناؤ ڈوبی ہوئی ترا تا ہے
سب ترے عشق کے ہیں متوالے
بہر اصحاب پاک و آلِ نبیؐ
ہاتھ پھیلا رہے ہیں غم والے
نیک خو صاف قلب پاک خیال
سب پہ ظلِ علی ہو یا وارث
دے خدا اُن کو دختر و فرزند
مغفرت کر گنہ گاروں کی
اپنے محبوب کی محبت دے
ہو زیارت ہمیں مدینے کی۔
شرم رکھ لیجیو قیامت میں
واں محمدؐ کا نور روشن ہو
بخشدینا خدا جزا کے دن
پُل سے اک پل میں پا ہوں چلکے
اپنے بندوں کے عیب ڈھک لینا

حشر کے دن ہو قاضی الحاجات
گر محمدؐ کا ساتھ ہو جائے
نزع میں راہزن نہ ہو شیطان
یا محمدؐ میں لوں عدم کا راہ
آپ کے نام پر میں مر جاؤں
پورا یا رب طفیل احمدؐ ہو
جس قدر حاضرین محفل ہوں
یہاں پھولے پھلے چمن سب کا
جتنے ہیں سامعین با تمکین
اے خدا صدقہ آل طٰہٰ کا

آل و اصحاب مصطفےٰ کا ساتھ
پھر تو گویا نجات ہو جائے
نام حضرت کا لیجے دیدوں جان
کہتے ہی لا الٰہ الّا اللہ
عاشقوں میں یہ نام کر جاؤں
بانئ بزم کا جو مقصد ہو
سب کی یا رب مراد حاصل ہوں
وہاں جنت میں ہو وطن سب کا
یہ دعا سن کے سب کہیں آمین
خاتمہ ہو بخیر اکبر کا

قطعۂ تاریخ

(از نتیجہ [illegible] محمد حسن کاتب)

[illegible]

زہے دیوان خاص اکبر خان
کہ فصاحت بود درو گل چیں
اے محمدؐ علی پئے تاریخ
گفت ہاتف ریاضی اکبر ایں